سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2019

بدھ،19-جون2019

(یوم الاربعاء،15-شوال المکرم1440ھ)

سترہویں اسمبلی: دسواں اجلاس

جلد 10 : شمارہ 5

263

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ19-جون2019

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال20-2019پر عام بحث

265

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

بدھ، 19-جون2019

(یوم الاربعاء، 15-شوال المکرم 1440ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4بج کر34منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین میاں شفیع محمد منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾
اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ
يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا
الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ
فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ
وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

سورۃ البَقَرۃ آیات 274 تا275

جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ اللہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم (274) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنادیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس شخص کے پاس اللہ کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا۔ اور (قیامت میں) اس کا معاملہ اللہ کے سپرد۔ اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے (275)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلے علیٰ نبیّنا صلے علیٰ محمد
چوکھٹ نبیؐ کی چھوڑ کے جاتا کہاں کہاں
ان کا فقیر ٹھوکریں کھاتا کہاں کہاں
جیسے بیاں حضورؐ کی خدمت میں کر دیا
ایسے میں دل کا حال سُناتا کہاں کہاں
ہوتی اگر نہ آپؐ کی چوکھٹ اِسے نصیب
تو آنسو گنہگار بہاتا کہاں کہاں

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ20-2019 پر بحث آج تیسرے روز بھی جاری رہے گی۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے تو وہ اپنا نام تاریخ کے ساتھ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی محترمہ سلمٰی بٹ کی وفات پر دعائے مغفرت

محترمہ زیب النسا: جناب چیئرمین! سابق ایم پی اے محترمہ سلمٰی بٹ کل وفات پا گئی ہیں اور مرحومہ کا جنازہ بھی ہو چکا ہے اس لئے ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کروائی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابق ایم پی اے محترمہ سلمٰی بٹ مرحومہ کی روح
کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال20-2019 پر عام بحث

(---جاری)

جناب چیئرمین: اب ہم سالانہ بجٹ برائے سال20-2019 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ پہلی speech جناب احسان الحق کریں گے۔ جی، جناب احسان الحق!

جناب احسان الحق: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ تجاویز پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں جناب عثمان احمد خان بُزدار وزیر اعلیٰ پنجاب اور مخدوم ہاشم جواں بخت وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش

کرتا ہوں کہ محدود وسائل کے باوجود350۔ارب روپے کے ترقیاتی فنڈز کے ساتھ ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔

جناب چیئرمین!میرا تعلق بہاولپور کی دور دراز تحصیل یزمان سے ہے جس کا بڑا حصہ چولستان پر مشتمل ہے۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے میرا حلقہ بہت پسماندہ ہے جو پینے کا صاف پانی، سیوریج، بجلی اورvillage to market roadجیسی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔اس حلقہ میں جو بھی ترقیاتی کام ہوئے ہیں وہ جناب پرویز الٰہی کے گزشتہ دور حکومت میں ہی ہوئے ہیں جن میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج اور ٹی ایچ کیو ہسپتال کا قیام شامل ہے۔

جناب چیئرمین!میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے حلقہ کے لئے خصوصی فنڈز جاری کئے جائیں تاکہ گزشتہ دس سالوں کی محرومیوں کا ازالہ ہو سکے۔ میرے حلقہ یزمان شہر میں ریسکیو1122 کی بلڈنگ تقریباً مکمل ہو چکی ہے لیکن یہاں گاڑیاں نہیں ہیں لہٰذا گاڑیوں کی فراہمی کے لئے فنڈز کی درخواست ہے تاکہ جولائی سے یہ سروس بھی باقاعدہ operationalہو سکے۔ میونسپل کمیٹی یزمان کو خصوصی فنڈز دیئے جائیں تاکہ شہر میں میونسپلٹی کی سہولیات کی فراہمی ممکن ہو سکے۔ میرے حلقہ کےongoing projectsبالخصوص سیوریج چک نمبر33 B.Cاور شہر یزمان5 B.C میںpending ongoing projectsکے لئے فنڈز مختص نہیں کئے گئے تو میریrequestہے کہ ان کے لئے فنڈز جاری کئے جائیں تاکہ یہ projects completeہو سکیں۔

جناب چیئرمین!چولستان میں الاٹمنٹ اور اضافی نہری پانی جیسے بنیادی مسائل کو حل کیا جائے۔ چولستان ویٹرنری یونیورسٹی بہاولپور میں تدریسی عمل شروع ہو چکا ہے اور الحمدللہ فیکلٹی میں تقریباً70 فیصد اساتذہ پی ایچ ڈی ہیں لیکن وہاں پر کوئی مستقل وائس چانسلر نہیں ہے چونکہ یہ new emerging institutionہے تو یہاں مستقل وائس چانسلر فی الفور تعینات کیا جائے۔

جناب چیئرمین!بہاولپور چیمبر آف کامرس وانڈسٹری کی بلڈنگ کے لئے جناب پرویز الٰہی کے گزشتہ دور حکومت میں کثیر فنڈز فراہم کئے گئے اور اب وہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ تقریباً چار ہزار کنال پر یہ انڈسٹریل اسٹیٹ قائم ہو رہی ہے جس میں سے تقریباً1.5۔ارب روپے سے اس کا انفراسٹرکچر اور زمین کیacquisitionہو چکی ہے تو اس کے

لئے بھی فنڈز کی درخواست ہے۔وزیراعلیٰ کے دورہ بہاولپور کے موقع پر چیمبر کے وفد نے وزیراعلیٰ سے ملاقات کی تھی اور وزیراعلیٰ نے وعدہ بھی کیا تھا تو آپ سے گزارش ہے کہ یہ فنڈز فراہم کر دیئے جائیں تو بہاولپور میں انڈسٹری لگنے سے سرمایہ کاری ہو گی اور ہزاروں افراد کو روزگار میسر آئے گا اور کاروباری برادری میں بھی اعتماد کی فضا بحال ہو گی اور اس پراجیکٹ کو وسائل کی فراہمی پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین !لال سوہانرا نیشنل پارک میرے حلقے میں شامل ہے گزشتہ دور حکومت میں اس پارک کے وسیع و عریض جنگل میں درخت چوری کے بے شمار واقعات ہوئے اور اس خوبصورت پارک کو بنجر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔

جناب چیئرمین !میری گورنمنٹ سے استدعا ہے کہ یہ پارک قومی اثاثہ ہے اور وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان کے وژن کے مطابق سیاحت کے فروغ کے لئے اسے سفاری پارک میں convert کیا جائے اور اس کے لئے کثیر فنڈز مختص کئے جائیں اور اس خوبصورت قومی اثاثہ میں وسیع پیمانے پر ہونے والی درخت چوری کے واقعات کے لئے سی ایم آئی ٹی تشکیل دی جائے تاکہ ان کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے۔بہت شکریہ۔پاکستان پائندہ باد

جناب چیئرمین: جی، چودھری افتخار حسین چھچھڑ!

چودھری افتخار حسین چھچھڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین !شکریہ۔میں اپنی طرف سے اپنے تمام colleagues کی طرف سے جناب عثمان احمد خان بُزدار، وزیر خزانہ اور اُن کی جتنی ٹیم ہے ان کو مبارکباد دوں گا کہ جناب عمران خان نے جو قوم سے ایک ہی سچا وعدہ کیا تھا کہ میں غریب ختم کروں گا۔پنجاب میں غربت ختم کرنے کا، غریب کو مارنے کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پر میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں بجٹ کے گورکھ دھندے میں نہیں پڑھوں گا۔

وزیر بہبود آبادی (جناب محمد ہاشم ڈوگر): جناب چیئرمین !بجٹ کا پتا ہی کوئی نہیں۔

چودھری افتخار حسین چھچھڑ: سردار صاحب! آپ کے لئے اوکھا ہو جائے گا۔

MR CHAIRMAN: No Cross talk please address the Chair.

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ موجودہ حکومت کو پہلا ماہ رمضان شریف ملا ہے جس میں یہ اپنے گناہوں کی تلافی کر سکتے تھے اور پنجاب کے غریب عوام کی خدمت کر سکتے تھے۔اب میں گورنمنٹ کے اچھے منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ہر چیز میاں محمد نواز شریف کی وجہ سے مہنگی ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے بتائیں دنیا کے کس ملک میں لیموں -/400روپے کلو ملتا ہے، فالسہ -/600 روپے کلو ملتا ہے، تربوز -/60روپے کلو ملتا ہے؟ یہ پاکستان ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے غربت اور غریب لوگوں کو دنیا فانی سے اُٹھانے والی گورنمنٹ کا کارنامہ ہے۔اس رمضان شریف میں -/400روپے کلو لیموں بِکا ہے کیا لیموں کا بھی ڈالر سے تعلق ہے؟

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر بڑے افسوس والی بات ہے میں کہتا ہوں کہ اسمبلی کا جو ایک ملازم ہے جس کی تنخواہ 35 سے 40 ہزار روپے ہے صوبائی منسٹر صاحب مجھے اُس کے گھر کا بجٹ بنا کر دے دیں۔ آپ نے گیس کی pricesبڑھا دی، آپ نے بجلی کی pricesبڑھا دی۔

جناب چیئرمین! اب حال تو یہ ہو گیا ہے کہ ادویات بھی تین گنا مہنگی کر دی گئی ہیں۔ نارمل ایک گولی Nimsجو درد کے لئے آپ اور میں بھی کبھی استعمال کر لیتے ہیں 3½روپے کی گولی 7½ روپے میں ہے اور یہ بات کرتے ہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے۔ ہیلتھ میں مکمل طور پر مفت ٹیسٹ ختم کر دیئے گئے ہیں، مفت ادویات ختم کر دی گئی ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت کام ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! ایجوکیشن میں کوئی ایک پالیسی ایسی نہیں جو میاں محمد شہباز شریف سے ہٹ کر ہو۔اُنہی کی policies کو tow کیا جا رہا ہے بجٹ میں کمی ہو گئی ہے ۔لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اس طرح ہے کہ اُتنی جلدی تو جناب فیاض الحسن چوہان اپنا underwear تبدیل نہیں کرتا جتنی مرتبہ آئی جی پنجاب تبدیل ہوا ہے۔ یہ ان کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے ناصر درانی کو ہم نے appoint نہیں کیا تھا چار سال اُس کے دعوے کئے گئے ان کی نالائقی کی وجہ سے وہ چھوڑ گئے۔ یہ کہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بہت کام ہو رہا ہے۔

جناب چیئر مین! جنوبی پنجاب کے متعلق قومی اسمبلی میں بھی ایک قرار داد جمع ہوئی ہے بلکہ جنوبی پنجاب کا بل آیا ہوا ہے جس میں بہاولپور اور جنوبی پنجاب کو صوبہ بنانے کے متعلق کہا گیا ہے۔ یہ پنجاب اسمبلی میں بھی آیا ہے۔

جناب چیئر مین! میں کہتا ہوں انہوں نے تین ماہ میں وعدہ کیا تھا تو آئیں یہ آگے لگیں بہاولپور اور جنوبی پنجاب کو صوبہ بنانے کے لئے ان کا قدم با قدم ساتھ دیں گے ورنہ یہ چورن اب نہیں بکے گا، جو بہاولپور کے عوام کو بڑے لوگ اپنے مفادات کے لئے لوٹتے ہیں اب یہ چورن نہیں بکے گا۔

جناب چیئر مین: آپ wind up کریں آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب چیئر مین! اب گزارش ہے کہ بجٹ میں جو سب سے بڑی cheating کی گئی جو ongoing schemes ہیں فرض کریں ایک سکیم کی لاگت 2 کروڑ روپے ہے اس سکیم کے against انہوں نے 20 لاکھ روپیہ رکھ دیا ہے مجھے بتائیں جو 2 کروڑ روپے کی ongoing scheme ہے وہ 20 لاکھ روپے میں مکمل ہو سکتی ہے؟

جناب چیئر مین: آپ کا شکریہ۔ جی، جناب ممتاز علی!

جناب ممتاز علی: جناب چیئر مین! شکریہ۔ میں اس ایوان کے معزز ممبران کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میں پسماندہ حلقے سے ممبر صوبائی اسمبلی ہوں اور بار بار میں نے یہاں احتجاج کیا اور آج فنانس منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں کیونکہ جو بجٹ آپ نے announce کیا ہے وہ رحیم یار خان ڈسٹرکٹ کی آبادی کے حساب سے یا جنوبی پنجاب کے حساب سے ڈسٹرکٹ کا جو حصہ بنتا ہے وہ 10۔ارب روپے بنتا ہے۔ اُس کے لئے تقریباً ½3 سے 4۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے تو جو ½3 سے 4۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس ڈسٹرکٹ کی چار تحصیلیں بنتی ہیں انہوں نے یہ سارا بجٹ تین تحصیلوں پر تقسیم کیا ہے۔ ہماری تحصیل کا حصہ ایک ارب روپیہ تک کم از کم بنتا ہے جو 20 کروڑ روپے کے قریب انہوں نے دیا ہے تو ہم ان سے اس چیز پر نالاں نہیں ہیں کہ انہوں نے وہاں دوسری تحصیلوں میں بجٹ کیوں دیا وہاں ضرور دیں مگر ہمیں ہمارا حق ضرور دیں کیونکہ ہماری تحصیل کے اندر جو ریونیو اکٹھا ہوتا ہے وہ تمام ڈسٹرکٹ سے زیادہ ہوتا ہے وہاں پر ایشیاء کی سب سے بڑی دو

fertilizer فیکٹریاں ہیں، وہاں پر دو شوگر ملیں ہیں۔ پاور پلانٹ ہے، 30 کے قریب cotton factories ہیں، 20 کے قریب flour mills ہیں اور اُس کے علاوہ ایگریکلچر ریونیو وہاں پر اکٹھا ہوتا ہے تو ہمارے حلقے کے حساب سے میرے حلقے کو جو بجٹ دیا گیا ہے وہ آپ سن کے بھی حیران ہوں گے کہ صرف چھ ملین روپے وہاں پر جو ایک پرانا روڈ چل رہا تھا اور 2 لاکھ روپے مسجد کے لئے دیئے ہیں کہ ان کی بخشش ہو جائے وہ بخشش اُن 2 لاکھ روپے سے نہیں ہو گی کیونکہ میں بھی اُس 4 لاکھ کی آبادی کا ممبر ہوں لوگوں نے مجھے elect کیا ہے۔ آپ نے اپنے ایم پی ایز کو، چیئرمین صاحب کو 10، 10 کروڑ روپیہ دیا تھا کیا ہم elected نہیں تھے، ہم اس صوبے کی عوام نہیں تھے؟ جو پرائم منسٹر آف پاکستان ہیں اُس نے کہا کہ میں مدینہ کی ریاست بناؤں گا، مدینہ کی ریاست میں ہمیشہ برابری کی ساری چیزیں ملتی تھیں اور آج یہاں پر یہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میرے حلقے کے اندر 80 فیصد میٹھا پانی نہیں ہے لوگ چھ چھ کلومیٹر سے، آٹھ آٹھ کلومیٹر سے گدھا ریڑھیوں پر، رکشوں پر پانی بھر کر لاتے ہیں وہ پانی پیتے ہیں اگر کسی کا پانی رات کو ختم ہو جاتا ہے تو وہ پوری رات پیاسا رہتا ہے۔ سیوریج سسٹم بھی انتہائی خراب ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے، 80 فیصد علاقے میں گیس بھی نہیں ہے ابھی تک 70 فیصد علاقے میں بجلی ہے 2019 ہو گیا ہے پچھلی گورنمنٹ نے بھی کچھ نہیں کیا مگر آپ سے بہتر کیا ہے جو ہم دیکھتے آرہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ wind up کریں۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب ممتاز علی: جناب چیئرمین! ایک ممبر ہو کر میں نے اپنی ذاتی جیب سے پانچ ایمبولینسیں دی ہیں جو دینا حکومت کا کام تھا۔ وہ ایمبولینسیں لوگوں کو دیہاتوں سے اٹھا کر ہسپتالوں تک پہنچاتی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے ذاتی جیب سے RO-7 پلانٹ دیئے ہیں جو 15 ہزار لوگوں کو انشاءاللہ میٹھا پانی دیں گے اور آپ کی کمیٹی کے ممبران جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ لگ چکے ہیں۔ میں نے اپنی جیب سے سولر انرجی سسٹم دیا ہے اور چار ہزار فٹ کی واٹر سپلائی لائن دی ہے وہ بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے اپنی جیب سے ٹرانسفارمر اپ گریڈ کرائے ہیں اور نئے بھی لگوائے ہیں۔

میں ایک محنت کش ہوں میری ایک کنسٹرکشن کمپنی ہے میں نے اپنے حلقے کے لوگوں کو روزگار دیا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اب wind up کر لیں۔

جناب ممتاز علی: جناب چیئرمین! میری بات مکمل ہونے دیں۔ فنڈز نہیں دیتے تو کم از کم ہمیں اپنی بات تو پوری کرنے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! صادق آباد سے یہاں آتے آتے ہماری جوتیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور آج ہم اس اسمبلی میں جو آواز لے کر آئے ہیں کم از کم اس آواز کو سنا جائے۔ بے شک ہمیں کچھ نہ دیں انشاءاللہ ہم خود کریں گے، ہماری گورنمنٹ کرے گی۔

جناب چیئرمین! میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے علاقے میں سی پیک منصوبے میں آٹھ ہزار نوکریوں میں سے دو ہزار نوکریاں دلائی تھیں اور لوگوں کو ہنر دیا تھا۔ میں اس الیکشن کے بعد سندھ میں تھر کول پاور پلانٹ میں تقریباً 500 ملازم لے کر گیا ہوں۔ یہ آپ لوگوں کی ذمہ داریاں تھیں میری نہیں تھیں۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں، ویسے باتیں تو میرے دل میں بہت ہیں۔ ہم نے احتجاج کیا تھا کیونکہ ہمارا پانی چوری ہو رہا تھا آپ کو بھی پتا ہے آپ خان پور سے ہیں۔ جو عباسیہ لنک کینال ہے وہاں 60 سال سے ہمارا زبردستی پانی چوری ہو رہا ہے، کل ایک معزز ممبر صاحب نے اُٹھ کر کہا کہ چوری کے پانی کو قانونی right دیا جائے یعنی چوری پھر سینہ زوری، یہ ہم نہیں ہونے دیں گے۔

جناب چیئرمین! میں وعدہ کرتا ہوں اگر مجھے فنڈز نہیں دیئے تو میں مروں گا بھی اِدھر، جیوں گا بھی اِدھر۔ اپنے علاقے کی عوام کو لے کر نکلوں گا چاہے ہمیں اسلام آباد جانا پڑے اور چاہے اس اسمبلی کے باہر آنا پڑے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب فیصل حیات!

مشیر برائے وزیراعلیٰ برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(جناب فیصل حیات): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین!میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 20-2019 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جب بھی بجٹ پیش ہوتا ہے تو عام طور پر گورنمنٹ کے ممبران ہمیشہ appreciate کرتے ہیں اور اپوزیشن والے چاہے انہوں نے بجٹ دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اس کو oppose کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے لوگ تو پھر بھی ان کتابوں کو اس حوالے سے مشاہدہ کرتے ہوں گے کہ شاید اس میں ہماری سکیمیں ہوں لیکن اپوزیشن والوں کو تو یہ زحمت بھی نہیں کرنی پڑتی۔

جناب چیئرمین! یہاں یہ ایسے بات کرتے ہیں جیسے ہر شخص نے بجٹ کی تمام details کو دیکھا ہوا ہے اور اس پر نکتہ چینی کرنا یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جن حالات میں پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے یہ بجٹ پیش کیا ہے، آپ کو اندازہ ہو گا کہ جن معروضی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بجٹ پیش کیا گیا تو اس اعتبار سے یہ انتہائی متوازن اور پنجاب دوست بجٹ ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس بجٹ کو پنجاب دوست بجٹ اس لئے کہوں گا کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ آپ باہر سے قرضے لیں اور اس کو خیرات سمجھ کر تقسیم کر دیں بلکہ بجٹ وہ ہوتا ہے جس میں آپ کو موازنہ کرنا ہوتا ہے کہ آپ کے اخراجات کیا ہیں اور آمدن کیا ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 120 کے تحت ہر صوبے کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سال کا مالیاتی اخراجات کا تخمینہ ہاؤس میں پیش کرے، اس پر debate کی جائے اور پھر simple majority کے ساتھ اس کو pass کروایا جائے۔

جناب چیئرمین! یہ چار دن جن میں بجٹ پر debate ہو رہی ہے Rules of Business میں ہر ممبر کا فرض بنتا ہے، میں صرف بجٹ کی detail کی بات نہیں کرتا جو ہمارے وزیر خزانہ نے تقریر کی ہے اگر ان لوگوں نے صرف اسی کو ہی پڑھ لیا ہوتا تو ان کو اندازہ ہوتا کہ پنجاب کے تمام ڈیپارٹمنٹس میں جہاں ضرورت تھی وہاں فنڈ رکھے گئے ہیں اور خاص طور پر سوشل سیکٹرز جہاں سب سے زیادہ فنڈز کی ضرورت تھی وہاں لگائے گئے ہیں۔ میری نظر میں تین ڈیپارٹمنٹس سب سے زیادہ اہم ہیں۔ ایک محکمہ صحت، محکمہ تعلیم اور تیسرا محکمہ زراعت۔

جناب چیئر مین! آپ وزیر خزانہ کی speech میں دیکھیں کہ ہم نے سابقہ حکومت کی نسبت ہیلتھ میں کتنا اضافہ کیا ہے۔ اگر ایجوکیشن کی بات کریں تو میں اس کی detail میں نہیں جاتا لیکن ان کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہو گا کہ اس حکومت کی ترجیحات کیا ہیں۔ اس حکومت کی ترجیحات ہیلتھ ہے، ایجوکیشن ہے اور زراعت ہے۔

جناب چیئر مین! میں ٹائم کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی detail نہیں بتانا چاہتا۔ میں صرف کسان ہونے کی حیثیت سے زراعت پر بات کروں گا۔

جناب چیئر مین! جب سے پاکستان تحریک انصاف کی حکومت آئی سب سے پہلی فصل پیڈی دھان نومبر اور دسمبر میں آئی۔ ریکارڈ اُٹھا کر دیکھیں کہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بہتر کسانوں کو پیڈی دھان کی قیمت پاکستان تحریک انصاف کی حکومت میں ملی ہے۔

جناب چیئر مین! دوسری major crop شوگر کین آئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ پہلی بار پاکستان کی ہسٹری میں ہوا ہے کہ شوگر کین کے کسانوں کے گھروں تک جا کر دستک دے کر پیسے پہنچائے گئے ہیں اور اس کا کریڈٹ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت کو جاتا ہے۔

جناب چیئر مین! تیسری فصل گندم ہے۔ اگر گندم کی طرف دیکھیں تو یہی لوگ کہتے تھے کہ آپ گندم کی procurement پالیسی پر توجہ دیں۔ ان لوگوں کے سامنے ہے کہ کسانوں کو دستک دے کر کہا گیا کہ آپ کے پاس اگر گندم پڑی ہے تو پنجاب کی حکومت اس کو خریدنا چاہتی ہے۔ یہ بھی پاکستان کی ہسٹری میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! میں وقت کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ سے صرف دو منٹ کی اجازت لوں گا۔ اگر حالات دیکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ پچھلے دس سالوں میں 24 ہزار ارب ڈالر قرضہ آیا اور اگر اس پر کمیشن کی بات کی جائے تو وہ کیوں نہ کی جائے؟ اگر آپ آنے والی نسل کو گروی رکھیں گے تو یہاں حاضر ممبران کا یہ فرض بنتا کہ وہ پوچھیں کہ 24 ہزار ارب ڈالر کہاں لگے ہیں؟

جناب چیئر مین! یہ انتہائی ضروری کام ہے اور یہ ہونا چاہئے۔ جس طرح وزیر قانون نے بات کی تھی کہ پنجاب میں بھی ایسا کمیشن بننا چاہئے تاکہ دیکھا جائے کہ سابقہ ادوار میں یہاں کیا ہوتا رہا ہے۔ میرا تعلق جھنگ سے ہے اور یہ ضلع 170 سال پرانا ہے۔ میرے لئے یہ مناسب نہیں ہے

کہ یہاں پر میں جھنگ کے حوالے سے معروضات پیش کروں لیکن میں صرف ایک بات کرکے آپ سے اجازت لے لوں گا۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ نے خود ایک بات کی تھی کہ پچھلی حکومت نے راجن پور کے ایک شخص پر-/2600روپے لگائے تھے اور لاہور میں ایک شخص پر 75ہزار روپے لگائے تھے۔ میں آپ کی وساطت سے صرف اتنا التماس کروں گا کہ براہ مہربانی جھنگ کا جو per head کا حق بنتا ہے اسے اپنی سپلیمنٹری گرانٹ میں ensure کر دیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ملک احمد سعید خان!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب افتخار احمد خان!

جناب افتخار احمد خان:

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

ابتداء اس رب کائنات کے نام سے جس نے مجھے پیدا کیا تو انسان بنایا اور جب انسان بنایا تو مسلمان بنایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس رحمت العلمین کا اُمتی بنایا جسے آج سے 1400 سال قبل ہماری شفاعت کی فکر دامن گیر تھی۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ تنقید برائے تنقید کا میں قائل نہیں لیکن اس بجٹ کے حوالے سے جو بات ہمارے قائد، ہمارے dynamic leader، قائد حزب اختلاف جناب محمد حمزہ شہباز شریف نے کی تھی میں اسی بات کو لے کر آگے چلوں گا کہ اس گورنمنٹ کے آنے کے بعد مہنگائی میں ہوشربا اضافہ ہوا۔ غریب عوام پس کر رہ گئے، بلوں کی صورت میں دیکھیں تو چاہے وہ گیس کے بل ہوں یا بجلی کے بل ہوں چاہے وہ خورد نوش کی اشیاء ہوں کسی چیز کو بھی لے لیں، پٹرول کو لے لیں even جو موٹر سائیکل چلانے والا ایک شخص جو غریب طبقے سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی یقین جانیں جب ہم لاہور کی سڑکوں پر جاتے ہیں تو کہیں نہر کے کنارے یا کہیں دوسرے روڈ پر وہ اپنے موٹر سائیکل کو انڈیل کر کوشش

کرتا ہے کہ کسی طرح سے اس کا موٹر سائیکل پٹرول پمپ تک پہنچ جائے تو غریب لوگوں کی یہ حالت ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین! میری یہ submission ہو گی کہ گورنمنٹ اپنے اس بجٹ کو review کرے اور اس بجٹ میں غریبوں کے لئے کوئی بہتر package لے کر آئے تاکہ ایک عام انسان جو دور دراز دیہاتوں میں رہتا ہے اس کی زندگی میں بہتری آئے اور اس غریب عوام میں سے بہت سے لوگوں سے ووٹیں دلوائی گئیں لیکن جنہوں نے اس جذبے کے ساتھ آپ کو ووٹ دیئے کہ شاید ہماری قسمت بدل جائے، اب قسمت تو نہیں بدلی لیکن ان کی حالت ابتر سے ابتر ہوتی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں اب اپنے حلقے کے مسائل کے بارے آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہمارے حلقہ اٹک جو ہمارا ڈسٹرکٹ ہے اور جس حلقے سے میں تعلق رکھتا ہوں وہ فتح جنگ اور حسن ابدال پر مشتمل ہے تو وہاں حسن ابدال اور فتح جنگ میں پانی اور سیوریج کے بہت زیادہ مسائل تھے اور ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے دور میں بہت سارے میگا پراجیکٹس اٹک کے لئے دیئے ان پر کام جاری ہے لیکن جب سے مدینہ کی ریاست کے دعوے داروں نے یہ چارج لیا تب سے وہاں پر کام بند پڑے ہیں اور میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں کہ یہ جو کام بند پڑے ہیں ان پر فوری طور پر کام شروع کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میری درخواست ایک اور بھی ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے حالیہ دورہ اٹک کے دوران اٹک کے لئے زچہ بچہ سنٹر 200 بیڈز پر مشتمل ہسپتال کا اعلان کیا تھا اور بہت بڑے جلسے میں اعلان کیا تھا لیکن کل ادھر میرے بھائی۔۔۔

(اذان عصر)

جناب چیئرمین: جی، آپ continue رکھیں۔

جناب افتخار احمد خان: جناب چیئرمین! میں بات کر رہا تھا کہ وزیراعلیٰ نے اپنے حالیہ دورہ اٹک کے دوران اٹک کے لئے 200 بستروں پر مشتمل زچہ بچہ سنٹر کا ایک بہت بڑے جلسے میں اعلان کیا تھا لیکن وزیر خزانہ کی جو کتاب تھی اور جو تقریر تھی اس میں، میں نے صفحہ نمبر 10 دیکھا کہ اٹک کے

ساتھ دس نمبری ہو گئی ہے اور وہ ہسپتال ضلع لیّہ میں شفٹ کر دیا گیا ہے تو کل ادھر سید یاور عباس بخاری بیٹھے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے وزیر خزانہ اور dynamic وزیر خزانہ اور پتا نہیں کیا کیا الفاظ کہے مجھے تو ان کی انگلش کی سمجھ بھی نہیں آئی کہ انہوں نے کیا کیا کہا تھا تو میں یہ کہوں گا کہ واقعی وہ dynamic ہیں کہ انہوں نے اٹک کو کچھ بھی نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: جی، آپ wind up کریں آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب افتخار احمد خان: جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ فتح جنگ سے یہاں پر وزیر مال ملک محمد انور بیٹھے ہیں اور ملک جمشید الطاف یہاں پر بیٹھے ہیں۔ ہمارے adjacent حلقے ہیں تو میں ان سے بھی request کروں گا کیونکہ وہ گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں کیونکہ اٹک ٹریفک کے حوالے سے ایک جنکشن پوائنٹ ہے، میں آپ کی توجہ چاہوں گا، فتح جنگ میں تحصیل پنڈی گھیپ، جنڈ، پشاور، کوہاٹ اور راولپنڈی کی ٹریفک فتح جنگ شہر سے گزر کر جاتی ہے اور آج تک فتح جنگ کے ٹریفک کے مسائل پر توجہ نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین! میں چاہوں گا کہ یہ ایک موقع ہے کہ ہمارے منسٹر صاحب بھی اسی ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا روز کا گزر بھی اسی جگہ سے ہوتا ہے تو یہ اس پر خصوصی توجہ دیں کہ فتح جنگ کے دونوں بائی پاس بھی بننے چاہئیں اور ترنول سے فتح جنگ جو روڈ ہے اس پر آپ یقین جانیں کہ عید والے دن وہاں پر ایک بہت بڑا ٹریفک حادثہ ہوا اور اس دن پچاس لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یہ اتنا ضروری ہے اور میں حکومت سے چاہوں گا اور request کروں گا کہ فتح جنگ سے ترنول روڈ کو فوری طور بنایا جائے اور ساتھ ہی میں فتح جنگ کے پانی کے مسئلے پر بات کر کے اپنی بات ختم کرنا چاہ رہا ہوں کہ فتح جنگ میں جو پانی کا مسئلہ ہے اور حسن ابدال کی جو سیوریج کا مسئلہ ہے گورنمنٹ اس کو بھی take up کرے۔

جناب چیئرمین! ایک اور اہم مسئلہ جس پر میں بات کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میرے پاس پچھلے دنوں ایک غریب شخص آیا جس کا تعلق راولپنڈی سے تھا وہ میرے پاس آیا کہ میرے والد کی death ہو گئی ہے تو محکمے والے مجھے رول 17(A) کے تحت بھرتی نہیں کر رہے تو میں نے جناب محمد بشارت راجا سے لیٹر لیا اور وہ لیٹر سیکرٹری صاحب کے پاس لے کر گیا۔ اب ایک

مہینہ ہو گیا ہے اور محکمہ کے پاس جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری ابھی پالیسی نہیں بنی، 17(A) کا جو رول ہے دوران ملازمت جس کی death ہو جائے تو اس کے بچے کو وہاں پر بھرتی کیا جائے لیکن اس حکومت کی ہر چیز ابھی litigation میں جا رہی ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ یہ یتیم گھرانہ جو اپنے کیس کو long term نہیں چلا سکتا اور اتنی لمبی litigation میں نہیں جا سکتا تو میری request ہو گی کہ اس کو خصوصی طور پر take up کیا جائے۔

جناب چیئرمین! اب جس طرح حکومت وقت خاموش بیٹھی ہے چاہے وہ ڈویلپمنٹ ہو، چاہے وہ ترقی ہو، چاہے وہ بھرتیاں ہوں تو میں اسی شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

اپنا شیوہ ہے جلاتے ہیں اندھیروں میں چراغ
ان کی ضد ہے کہ زمانے میں یوں ہی رات رہے

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ جناب شہاب الدین خان!۔۔۔

جناب محمد اشرف رسول: جناب چیئرمین! وزیر خزانہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے وہ چلے گئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: نماز کا وقفہ ہے وہ نماز کے لئے گئے ہیں۔ آپ continue رکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری آپ بات شروع کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مواصلات و تعمیرات (جناب شہاب الدین خان): جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعظم پاکستان، وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو بجٹ سال 2019-20 پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ 2019-20، 2300۔ارب روپے پر محیط ہے، اپوزیشن بنچوں پر موجود میرے معزز colleagues نے بہت باتیں کیں۔ اگر انہیں پچھلے پانچ سال یاد آ جائیں جب ہم ان بنچوں پر تھے تو اس وقت کیا ہو تا رہا۔

جناب چیئرمین! میں تنقید نہیں کروں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ 2008 میں 100۔ارب روپے کا سرپلس صوبہ، 2018 میں 200۔ارب روپے کا مقروض صوبہ پاکستان تحریک انصاف کو ملا۔

جناب چیئرمین! میں اس بجٹ کا موازنہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے آخری بجٹ سے کروں گا اگر میں انہیں یاددلاؤں کہ ایجوکیشن سیکٹر ہو ، ہیلتھ سیکٹر ہو یا زراعت سیکٹر ہو میرے معزز ساتھی باتیں تو بہت کرتے ہیں۔ ان حالات میں ہم نے اس بجٹ میں ایجوکیشن سیکٹر اور ہیلتھ سیکٹر میں تقریباً100 فیصد اضافہ کیا ہے۔

چودھری مظہر اقبال: جھوٹ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مواصلات و تعمیرات (جناب شہاب الدین خان): جناب چیئرمین میں اپنے Honourable colleague کو on the floor of the House challenge کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: No cross talk please جی، پارلیمانی سیکرٹری اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مواصلات و تعمیرات (جناب شہاب الدین خان): جناب چیئرمین! ہم نے 2350۔ارب میں جھوٹ نہیں بولا، ہم نے 635۔ارب کا جھوٹ بول کر ایسے منصوبے نہیں بنائے جن کے کنٹریکٹر آج تک عدالتوں میں جا رہے ہیں یا در در کے دھکے کھا رہے ہیں۔ انہیں تو پاکستان تحریک انصاف کی حکومت کا شکر گزار ہونا چاہئے تھا میرے پاس facts and figures ہیں کہ ہم نے اس بجٹ میں ان کی ongoing سکیمز پر 1719۔ارب روپے رکھے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ہم نے یہ نہیں کیا کہ جیسے سابقہ ادوار کی طرح جاری شدہ منصوبوں کو ختم کر دیا جائے اور اپنے منصوبے شروع کئے جائیں۔ زراعت ریڑھ کی ہڈی سمجھتے ہیں ان کے پانچوں بجٹ اُٹھا کر دیکھ لیں کہ یہ محکمہ زراعت میں 19۔ارب روپے سے آگے نہیں بڑھے۔میں دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ پاکستان تحریک انصاف کے پہلے بجٹ میں ہم نے محکمہ زراعت پر 40۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ابھی باتیں ہو رہی تھیں کہ غریب مر گیا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے کسان کو کھاد اور بیج پر سبسڈی دی ہے۔ میرے بھائی بجٹ پڑھ لیا کریں اگر خدانخواستہ یہ موجودہ بجٹ پڑھ لیتے تو آج یہ باتیں نہ کرتے۔ میں نے ہیلتھ سیکٹر کی بات کی ہے، میں نے ایجوکیشن

سیکٹر کی بات کی ہے۔ہم نے تو کوئی ایسے منصوبے شروع نہیں کئے جن سے پنجاب حکومت نے کوئی قرض لیا ہو، ہم نے صوبے کو مقروض تو نہیں کیا۔ انشاء اللہ وزیر اعظم جناب عمران خان اور وزیر اعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار کی قیادت میں یہ صوبہ دن بدن ترقی کی راہ پر رواں دواں ہو گا۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! مجھ سے بہت سینئر ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے جو بھی کسی ٹاک شو پر آنا چاہے تو وہ آکر اس بجٹ پر مجھ سے بحث کر لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! انہیں چپ کرائیں، ہم نے ان کی باتیں سنی ہیں لہٰذا یہ بھی ہماری بات سنیں کیونکہ ٹائم مخصوص ہوتا ہے میں جنوبی پنجاب کے چار اضلاع کے حوالے سے ایک بات ضرور کروں گا کہ وزیر مال تشریف فرماہیں، پاکستان تحریک انصاف نے 35 فیصد بجٹ مختص کر کے جنوبی پنجاب کی محرومیاں دور کی ہیں۔

جناب چیئرمین! پچھلی حکومتیں کسی نہ کسی طریقے سے نوکر شاہی کے ذریعے جنوبی پنجاب کا بجٹ واپس لایا کرتی تھیں لیکن ہم نے اس پر قدغن لگادی ہے کہ جنوبی پنجاب کا پیسا جنوبی پنجاب پر لگے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ضلع میانوالی ، بھکر، لیّہ ، مظفر گڑھ ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور رحیم یار خان۔۔۔

جناب چیئرمین: No cross talk please جی، پارلیمانی سیکرٹری! آپ پلیز wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مواصلات و تعمیرات(جناب شہاب الدین خان): جناب چیئرمین! ان آٹھ اضلاع میں دریائے سندھ بہتا ہے اور وہاں جتنا river erosion ہوتا ہے زمین کی دریابُردگی ہوتی ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ابھی ان کا ٹائم ختم نہیں ہوا؟

جناب چیئرمین: جناب چیئرمین! آپ کو بھی space ملی ہے اور ادھر بھی ملی ہے۔ پلیز! آپ patiently ان کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مواصلات و تعمیرات(جناب شہاب الدین خان): جناب چیئر مین! یہ south کی بات سنتے ہیں اور نہ ہی انہوں نے south کو کچھ دیا ہے۔ یہ تو تخت لاہور اور جی ٹی روڈ کی بات سنیں گے۔ معزز وزیر مال بیٹھے ہوئے ہیں یہ ایک ایسا issue ہے جس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا اس تخت لاہور نے south کے ساتھ جو بہت بڑا ظلم کیا وہ یہ تھا کہ ہمارے دریائے سندھ کے دریا بُرد لوگ جو ایکڑوں اور مربعوں میں تھے آج ان کے پاس ایک مرلہ بھی نہیں ہے ان کے پاس تو رہنے کے لئے چھت بھی نہیں ہے۔ میں انہی بنچوں پر پانچ سال تک چلا چلا کر ان سے کہتا رہا لیکن انہیں تو تخت لاہور کے علاوہ اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

جناب چیئر مین! میرے ضلع میں ان کی مثالیں موجود ہیں کہ دریائے راوی کا دریا بُرد میرے ضلع میں 12 ایکڑ گزارہ یونٹ لے کر بیٹھا ہے، دریائے چناب کا دریا بُرد میرے ہی ضلع میں لاٹیں لے کر بیٹھا ہے، دریائے ستلج کا، دریائے جہلم کا دریا بُرد وہ وہاں بیٹھا ہے لیکن کیا دریائے سندھ کا باسی جس کے پاس ایک مرلہ زمین بھی نہیں ہے۔

جناب چیئر مین! میری on the floor of the House یہ گزارش ہو گی کہ ان آٹھ اضلاع میں جن کاشتکاروں کے پاس زمین نہیں رہی، ہمارے پاس سٹیٹ لینڈ موجود ہے وہ فارسٹ کی ہو TDA کی ہو۔ ایک سکیم بنائی جائے کہ ہر ضلع میں بے گھر کسانوں کو بارہ ایکڑ رقبہ بطور گزارا الاؤنس اور رہنے کے لئے ایک یا دو کنال کا گھر مہیا کریں اور بورڈ آف ریونیو میں ایک پالیسی وضع کریں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

جناب چیئر مین! میں آخر میں پھر پاکستان تحریک انصاف کی حکومت، وزیراعظم پاکستان، وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو اس بجٹ میں دور کیا ہے۔ خدا حافظ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، میاں جلیل احمد!

میاں جلیل احمد:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَ مَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَاوَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَ سَلِّمْ

جناب چیئرمین! پنجاب کے موجودہ بجٹ 20-2019 پر بحث ہو رہی ہے جیسا کہ پاکستان کا اکثر مزاج ہاؤس کے اندر بنا ہوا ہے ان بحثوں کا عملی طور پر کوئی افادہ نظر نہیں آتا لیکن on record بہر حال چیزیں آجاتی ہیں۔ اگر یہ بحث مئی میں ہوتی، حکومت وقت مئی کے مہینے میں اپنی proposals ہاؤس کے سامنے پیش کرتی اور پھر معزز ممبران کی طرف سے دی گئی تجاویز کو شامل کر کے بجٹ final کیا جاتا تو شاید عوام کے لئے زیادہ مفید ہوتا۔

جناب چیئرمین! وفاقی حکومت نے اپنی بے سمجھی سے ملکی معیشت کے حالات خراب کئے ہیں۔ پاکستانی روپے کی قدر کم ہوئی ہے اور اس کے اثرات صوبوں پر بھی پڑیں گے۔ پنجاب کے وزیر خزانہ نے بہت محنت سے بجٹ پیش کیا ہے، انہوں نے یقیناً کوشش کی ہے لیکن گلیوں، بازاروں میں مہنگائی کی وجہ سے عوام کی چیخوں کی آواز ہم سُن رہے ہیں اور یقیناً یہ بھی سُنتے ہوں گے۔ موجودہ حالات میں بجٹ کے اُوپر تنقید کرنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے اس لئے میں صرف چند تجاویز دوں گا۔

جناب چیئرمین! امید کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ ان پر غور فرمائیں گے اور جب بجٹ کو revise کریں تو میری ان تجاویز کو مدنظر رکھا جائے گا۔

جناب چیئرمین! پاکستان کے اندر بے شمار لوگ رات کو کھانا کھائے بغیر سوئے ہیں یعنی انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان لوگوں کی فہرستیں بنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یونین کونسل کی سطح پر ڈیوٹی لگائی جائے کہ ایسے لوگوں کی فہرستیں تیار کی جائیں کہ جن کا کوئی ذریعہ آمدن نہیں، ان کے لئے روٹی کمانا مشکل ہے تو حکومت کی طرف سے انہیں مفت گندم مہیا کی جائے اور اس کا بوجھ ہم جیسے صاحب حیثیت لوگوں پر ڈالا جائے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی اور ایک مثبت قدم ثابت ہوگا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہمارے سامنے مشعل راہ ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

"اگر میری ریاست کے اندر ایک کتّا بھی بھوکا مر جائے گا تو مجھے اس کا جواب دینا ہے۔"

جناب چیئرمین! ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں تو انسان بھی روٹی کے لئے ترستے ہیں۔ یہ افراتفری کا ایسا دور ہے کہ بھائی اپنے بھائی کا حق کھانے کو دلیری سمجھتا ہے۔ ایک دوسرے سے فراڈ کرنا دلیری سمجھی جاتی ہے۔ حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس نے کس طریقے سے لوگوں کے اندر شعور پیدا کرنا ہے کہ وہ کسی کے ساتھ کوئی ظلم وزیادتی نہ کریں۔ شعور یقیناً اُوپر سے نیچے آتا ہے جب حکمرانوں کی طرف سے اچھی مثالیں قائم کی جائیں گی تو ان کا نیچے اچھا اثر پڑے گا یعنی حکمرانوں کی طرف سے جو روّیہ یا طریق کار اپنایا جاتا ہے وہی نیچے تک reflect ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں دوسری یہ تجویز دوں گا کہ ہم imported چیزیں استعمال کرنا بند کر دیں۔

جناب چیئرمین! وفاقی حکومت کو یہ تجویز دی جائے کہ کم از کم کھانے پینے کی imported چیزیں بالکل ban کر دی جائیں۔ اسی طرح پہننے والی اور میک اَپ کی imported چیزوں پر پابندی لگائی جائے تاکہ لوگوں کے اندر جو complex پایا جاتا ہے وہ ختم ہو سکے کیونکہ صاحب حیثیت لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو ذرائع ہیں لہٰذا ہم imported چیزیں کیوں استعمال نہیں کر سکتے؟ ہم imported چیزوں کے استعمال میں کمی کر کے اپنی معیشت کو بہتر اور زندگی کو balance کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پرائیویٹ ہسپتالوں اور سکولوں کی سخت نگرانی کی جائے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ عام آدمی، غریب، ڈرائیور اور چوکیدار جیسے لوگ بھی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں کی بجائے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھائیں۔ یہ صرف ایک نفسیاتی complex ہے۔ پرائیویٹ سکول اور ہسپتال خدمت کے جذبے سے نہیں

بلکہ کاروبار کے جذبے سے اپنی planning کرتے ہیں۔ حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کو گرفت میں لائے کیونکہ کوئی individual ان کو کنٹرول نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین! لوگوں کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں مہیا کرنا حکومت وقت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم یہ سروے کریں کہ ایک کلومیٹر کے فاصلے پر لازمی طور پر سکول اور ہیلتھ سنٹر موجود ہو تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بڑی آسانی سے یہ سروے ہو سکتا ہے۔ جب میں ضلع ناظم شیخوپورہ تھا تو اللہ کے فضل سے ہم نے یہ کوشش کی تھی حالانکہ ضلع ناظم کے پاس کوئی خاص اختیارات اور وسائل نہیں ہوتے لیکن ہم نے محدود وسائل کے ساتھ دو سال کے مختصر عرصے میں یہ چیز ensure کی کہ آبادی سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر لازمی طور پر سکول اور ہیلتھ سنٹر قائم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میاں جلیل احمد! wind up کر لیں۔

میاں جلیل احمد: جناب چیئرمین! میں دو منٹ میں wind up کر لیتا ہوں۔ میں صرف چند تجاویز دینی چاہتا ہوں اگر حکومت وقت ان پر غور کرے گی تو عوام کے لئے کوئی بہتری ہو جائے گی۔ میں بڑے دُکھ کے ساتھ ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ جناب عمران خان ہمارے وزیر اعظم ہیں اور ہمیں ان کا بڑا احترام ہے۔ ہم پہلے بھی ان کی نیت پر شک نہیں کرتے لیکن وہ لاعلمی کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ بول جاتے ہیں جو کہ شاید ان کے لئے گرفت کا باعث بن جائیں۔ سرکار دو عالمؐ اور صحابہ کرامؓ کا احترام ہر صورت ملحوظ خاطر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا کہ:

"اے ایمان والو! میرے محبوبؐ کے سامنے اُونچی آواز میں بات بھی نہ کرنا ورنہ تمھارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔"

جناب چیئرمین! آپؐ کی شان میں گستاخی تو بہت دُور کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کے سامنے اُونچا لہجہ بھی برداشت نہیں کرتا۔ جناب عمران خان کو مذہبی باتیں کرتے ہوئے تھوڑا سوچنا چاہئے۔ مذہبی بات کرنے سے پہلے انہیں علماء سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ جناب عمران خان ریاست مدینہ کا تصور لے کر چلے ہیں لہٰذا انہیں اپنے ساتھ ریاست مدینہ کی سوچ رکھنے والے لوگوں کو رکھنا

چاہئے۔ بہر حال انہوں نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں میرا اس بارے میں اس ہاؤس کی وساطت سے انہیں مشورہ ہے کہ وہ دلی طور پر اللہ سے توبہ کریں۔ چونکہ یہ بات پبلک کے اندر آئی ہے، اگر گناہ خفیہ ہو گا تو توبہ بھی خفیہ کرنی ہو گی اور اگر غلطی اور گناہ open ہو گا تو توبہ بھی open کرنا ہو گی۔ جناب عمران خان دل بڑا کر کے اس پر استغفار کریں اور انہیں اپنی اصلاح بھی کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: میاں جلیل احمد! آپ wind up کر لیں۔

میاں جلیل احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کے حکم کے مطابق wind up کرتا ہوں۔ آخر میں حکومت وقت سے صرف یہی عرض کروں گا کہ میں نے اکثر ادھر ایوان میں یہ مزاج دیکھا ہے کہ کسی بھی غلطی کو اگر اُجاگر کیا جاتا ہے تو حکومتی بنچوں کی طرف سے فوراً کہہ دیا جاتا ہے کہ پہلے بھی ایسے ہوتا تھا۔ اگر میری جوتی کسی نے چوری کر لی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں نے بھی کسی کی جوتی چوری کرنی ہے۔ اگر میری جوتی کسی نے چوری کی ہے تو کم از کم میں یہ مثال قائم کروں کہ میں کسی کی چوری نہیں کروں گا۔ پہلی حکومت کے نقائص کو highlight کر کے اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنا کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ ہم نے اپنی غلطیوں کو ٹھیک کرنا ہے اور آئندہ کے لئے اچھی مثال قائم کرنی ہے۔ اس ہاؤس کی جو صورتحال نظر آتی ہے اگر میں اس کی سمری بیان کروں تو مجھے یہ ایوان آج کے ماڈرن دور کے restaurant جیسا لگتا ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے اس ایوان کا انداز نئے restaurant جیسا لگتا ہے۔ ہر اچھے restaurant نے اپنے ساتھ play land بھی بنا لیا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں پیچھے ہوتی ہیں اور play land سامنے نظر آتا ہے۔ ماں باپ کھانے پینے جاتے ہیں جبکہ ان کے بچے play land میں کھیلتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے ان اسمبلیوں کو play land بنایا ہوا ہے کہ عوامی نمائندے یہاں کھیلتے رہیں اور وہ حکومتی ایوانوں میں اپنی مرضی کرتے رہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ حکومت ان ایوانوں سے راہنمائی لے اور پھر اس کے مطابق ملک یا صوبے کا نظام چلایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔اب محترمہ شعوانہ بشیر بجٹ پر تقریر کریں گی۔

محترمہ شعوانہ بشیر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ تحریک انصاف نے اپنا پہلا بجٹ20-2019 پیش کیا ہے۔اس کے تمام features بڑے واضح انداز میں اور جامع طور پر آپ کے سامنے رکھے گئے ہیں۔ محدود وسائل، خالی خزانہ اور قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی معیشت میں بجٹ پیش کرنا یقیناً وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت کی دانشمندی اور سمجھ بوجھ کا واضح ثبوت ہے۔ یہ بجٹ تلخ ضرور ہے لیکن یہ کڑوی گولی ہمیں 31 ہزار ارب روپے کے قرضوں کی بیماری میں کھانی پڑی ہے۔

جناب چیئرمین! تین دفعہ بر سر اقتدار رہنے والی حکومت نے یہ قرضے بڑی بے دردی سے استعمال کئے ہیں جس کا خمیازہ آج پوری قوم کو بُھگتنا پڑ رہا ہے۔ اگر آج ہم مہنگائی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور مہنگائی کا رونا رو رہے ہیں تو اس کی وجہ بھی یہ 31 ہزار ارب روپے کے قرضے ہیں کہ جن کی قسط ادا کرنے کے لئے بھی قرضہ لینا پڑتا ہے۔ معاشی حالات اس قدر خراب کر دیئے گئے کہ یہ ملک defaulter ہونے کی حد تک پہنچ گیا۔ حکومت سنبھالتے ہی ہمارے وزیر اعظم جناب عمران خان کو سب سے بڑا challenge یہ تھا کہ اس قرضے کی قسط ادا کرنے کے لئے کہاں سے اسباب مہیا کئے جائیں؟ اس کے لئے انہوں نے بہترین خارجہ پالیسی کا انتخاب کیا اور اپنے دوست ملکوں کے پاس جا کر امداد طلب کی جس کا ہماری اپوزیشن نے مذاق بھی اُڑایا ہے۔ انہوں نے اس بات کا احساس نہیں کیا کہ سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہم اس نہج پر پہنچے ہیں۔ ملک پر قرضوں کا بوجھ اس حد تک بڑھ گیا کہ ہم دوسرے ملکوں سے امداد مانگنے پر مجبور ہو گئے۔ وزیر اعظم جناب عمران خان نے جس جانفشانی سے ملکی قرضے کو ادا کرنے کے لئے محنت کی ہے وہ قابل تحسین ہے اور اپنے ملک کو defaulter ہونے کے شدید بھیانک نتائج سے جس طرح بچایا اور اُس پر ہم اللہ کا جتنا شکر ادا کریں اُتنا ہی کم ہے۔

جناب چیئرمین! جناب عمران خان دنیا کے جتنے ممالک میں گئے انہوں نے ان کی بہت عزت اور توقیر کی اور جناب عمران خان نے وہاں پر جا کر اپنے ملک کی بہترین نمائندگی کی اور do more کا جواب no more سے دیا اور اُنہیں بتایا کہ مسلمان دہشت گرد نہیں بلکہ سب سے زیادہ دہشت گردی کا شکار ہونے والے ہم مسلمان ہیں۔ امریکہ جیسی سپر پاور کو صرف پرچی نکال

کر دو لفظ نہیں بولے بلکہ پاکستان کی صحیح معنوں میں نمائندگی کی۔ ہم نے تنگدستی کے باوجود محروم علاقوں کے لئے جس طرح سے ترقیاتی پروگرام بنائے ہیں آپ یقین کیجئے کہ ان حالات کی وجہ سے ہمیں مہنگائی کا یہ طوفان برداشت کرنا پڑا ہے۔ مجھے آج بھی یاد ہے ذوالفقار علی بھٹو نے جب نیوکلیئر پروگرام ترتیب دیا تھا اور ایٹم بم بنانے کا ارادہ کیا تھا تو انہوں نے صاف طور پر یہ کہا تھا کہ گھاس کھائیں گے لیکن پاکستان کو ایٹمی طاقت بنائیں گے۔

جناب چیئرمین! آج یہ وہی کیفیت ہے کہ آج ہم قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں پھر بھی ہم یہ عزم کئے ہوئے ہیں کہ ہم تکلیف کا وقت کاٹ لیں گے لیکن اپنے ملک کو قرضوں سے نجات دلائیں گے کیونکہ جب تک ہمارا ملک قرضوں کے بوجھ تلے سے نہیں نکلے گا تب تک ترقی نہیں کر پائے گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، wind up کریں پلیز۔

محترمہ شعوانہ بشیر: جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی یہ بات کرنا چاہوں گی کہ یہاں بہت اعتراض کئے گئے کہ لیموں کی قیمت اتنی ہو گئی ہے اور سبزیوں کی قیمت اتنی ہو گئی ہے۔ جب آپ پیاز اور ٹماٹر انڈیا سے منگوائیں گے جو ہمارا ازلی دشمن ہے تو آپ اُس ملک کے کاروبار کو چمکائیں گے اور اپنی زراعت کو دبائیں گے تو تحریک انصاف کی حکومت نے اپنے کسانوں کے لئے بہت سی سہولیات فراہم کی ہیں۔ ایگری کارڈ اور بجلی کے بلوں میں اُنہیں خصوصی رعایت دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ بار بار ریاست مدینہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اسے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس بات کو سوچئے کہ اگر ایک انسان نے پاکستان کو ریاست مدینہ بنانے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو آیئے آگے بڑھ کر ریاست مدینہ کے قیام میں اس انسان کی مدد کیجئے۔ آپ اپنی پارٹیوں اور لیڈروں سے بالاتر ہو کر ریاست مدینہ کے قیام میں اپنا حصہ ڈال کر یقیناً آپ اس دنیا میں بھی سرخرو ہوں گے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ جی، جناب محمد کاشف!

جناب محمد کاشف: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اس حکومت کے پیش کئے ہوئے بجٹ اور پیدا کئے ہوئے حالات اور اُن کی رُوداد میں کچھ یوں بیان کروں گا:

اُس نے حق بات کو لوگوں سے چھپا رکھا ہے
اِک تماشا سرِ بازار لگا رکھا ہے
وہ یہ کہتا ہے کہ انصاف ملے گا سب کو
جس نے منصف کو بھی سُولی پہ چڑھا رکھا ہے
اُس نے چوروں سے سرِعام شراکت کی ہے
اُس نے قاتل کو بھی مسند پہ بٹھا رکھا ہے
اِک نفرت ہے کہ پروان چڑھی جاتی ہے
اِک طوفاں ہے کہ خلقت نے دبا رکھا ہے
اے خدا لوگ تجھے دیکھتے ہیں اور تُو نے
اِک فرعون کی مہلت کو بڑھا رکھا ہے
سعد سچ بات چھپائی نہیں جاتی مجھ سے
میں نے سادات کا پرچم اُٹھا رکھا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں آج کی اس مختصر سی تقریر میں صرف اور صرف حقائق کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ کنٹینر سے شروع ہوتی ہوئی جھوٹوں کی داستان آج اقتدار کے ایوانوں میں بھی گونج رہی ہے اُس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ جب یہ حکومت ابھی بن ہی رہی تھی تو بہت لمبے لمبے دعوے کئے جاتے تھے۔

جناب چیئرمین! میں بحیثیت پاکستانی سوچتا تھا کہ کاش! یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے ایسا ہو بھی سکے گا۔ یہ سُن کر بہت خوشی ہوتی تھی کہ نئی حکومت بنتے ہی دو دن میں 200 billion US dollars پاکستان میں آجائیں گے۔ یہ سُن کر بہت خوشی ہوتی تھی کہ غریبوں کے لئے 50 لاکھ گھر بنا دیئے جائیں گے۔ اُس وقت یہ اعداد و شمار بتاتے ہوئے کسی نے پی ٹی آئی کی اعلیٰ قیادت کو یہ نہیں بتایا کہ 50 لاکھ گھروں کا تخمینہ لاگت 180 billion US dollars ہوتا ہے اور جو حکومت آج

صرف6 billion US dollars کے لئے آئی ایم ایف کے اداروں کے تلوے چاٹ رہی ہے اُس نے180 billion US dollars کے منصوبے کا اعلان کیسے کیا؟ یہ جھوٹ بولنا بند کر دیں اور عوام کو دھوکا دینا بند کر دیں۔ بہت لمبے لمبے دعوے کئے گئے تھے۔ یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ آئی ایم ایف سے پیسے لینے سے بہتر ہے کہ میں خودکُشی کرلوں۔

جناب چیئرمین! آج بہت سارے لوگ اس دعوے پر عمل چاہتے ہیں کیونکہ جس طرح آئی ایم ایف کے پیچھے ہم نے اپنے ملک اور اس کی معیشت کو تباہ کیا ہے اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں ہم آئی ایم ایف کے پاس گئے تھے توrumors کی فیکٹری شیخ رشید احمد نے فرمایا کہ ڈالر125 روپے تک جائے گا۔ الحمدللہ ہماری قیادت اور ہمارے وزیر خزانہ ڈالر کو98 روپے پر لے کر آئے اور یہ سارے جہان نے دیکھا اور یہ اُس لمحے ہوا جب آئی ایم ایف کاloan مل رہا تھا۔ ہماری اکنامک مینجمنٹ ٹیم یہ کر سکتی تھی تو آئی ایم ایف کو راضی رکھنے کے لئے آج آئی ایم ایف کاloan ملا بھی نہیں اور ڈالر کی قیمت وہاں چلی گئی ہے جس کی تاریخ کے اندر مثال نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! ہم ڈالر ڈالر ایسے نہیں کرتے۔ میں اپنے فاضل دوستوں کو بتانا چاہوں گا کہ ہم ایکimport oriented economy ہیں جب ڈالر بڑھتا ہے تو ہماری ہر چیز مہنگی ہوتی ہے۔ ہم نے جب ڈالر کنٹرول کیا تو بہت ہی احمقانہ سی ایک بات کہی گئی کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں ڈالر کو مصنوعی طور پر نیچے رکھا گیا۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ اکنامک پالیسی کے اندر کچھ مصنوعی نہیں ہوتا۔ یہ اکنامک مینجمنٹ ہوتی ہے آپ کو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے کب کیا کرنا ہے اور ملک کے لئے کب کیا ضروری ہے۔ اس چیز کی سزا آج آپ، میں اور غریب عوام سب بھگت رہے ہیں لہٰذا وہاں سے جھوٹوں کا جو سلسلہ کار شروع ہوا وہ آج تک جاری ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی،wind up کریں آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد کاشف: جناب چیئرمین! آج میں نے اپنی بات جہاں سے شروع کی کہ یہ جھوٹ آج اقتدار کے ایوانوں میں بولے جاتے ہیں۔ کل ایک صاحب یہاں پر فرما رہے تھے کہ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے زیادہallocation کی ہے میں یہاں پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج سے تین سال پہلے

نہ صرف جنوبی پنجاب کے لئے بلکہ ہر محکمے کے لئے ہماری حکومت کی کی ہوئی allocation سے بھی زیادہ تھی اور میں اُس زمانے کی بات کر رہا ہوں جب ڈالر 105 روپے کا تھا۔ آج اگر آپ real sense میں دیکھیں اور میں اپنے لوگوں کے لئے عام فہم بات کروں تو میں بتاتا چلوں کہ جب ہماری allocation ہو رہی تھی اُس وقت سونے کی قیمت 47 ہزار روپے فی تولہ تھی اور آج وہی روپیہ اتنا گرا ہے کہ آج سونے کی قیمت 75 ہزار روپے فی تولہ ہے تو آپ خود اندازہ لگالیں کہ اعدادوشمار کا گورکھ دھندا سامنے رکھتے ہوئے عوام کو کس طرح بے وقوف بنا رہے ہیں۔ ہمیں بولا جاتا تھا کہ سوشل سیکٹر میں کچھ نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین !میں اس ہاؤس کے سامنے دعویٰ کرتا ہوں کہ جو allocation ہم نے آج سے تین سال پہلے کی تھیں۔ ہمیں کہا جاتا تھا کہ سوشل سیکٹر میں کچھ نہیں کرتے تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پیسے کے بغیر الٰہ دین کا جن آکر معاملات کو صحیح کرے گا یا کوئی تعویز دھاگا کرائیں گے۔ آج کی allocations تین سال پہلے کی allocations سے بھی کم ہیں جبکہ روپیہ بہت مضبوط تھا۔ یہ جھوٹ کا سلسلہ خدارا بند کریں۔ یہ بجٹ وجٹ کچھ بھی نہیں ہے۔ ان لوگوں کو ان معاملات کو چھوڑ دینا چاہئے اور اپنی نااہلی کو مان لینا چاہئے۔ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ حکومت کر سکیں۔ انہیں استعفیٰ دے دینا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ شمیم آفتاب!

محترمہ شمیم آفتاب: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار، وزیر قانون جناب محمد بشارت راجا اور وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت کو اس کامیاب بجٹ پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین! اتنے گھمبیر معاشی بحران کے باوجود ایک کامیاب اور عوام دوست بجٹ پیش کرنا اس حکومت کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ بلاشبہ پنجاب بڑا صوبہ ہے جو مالی بے ضابطگیوں کا شکار رہا ہے اور جس طرح اس کے وسائل کو میگا پراجیکٹس میں استعمال کر کے اس صوبے کو معاشی طور پر کمزور کیا گیا اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ اس کے باوجود یہاں پر ایک متوازن بجٹ پیش کیا گیا جو جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لیکن جس فہم و فراست اور محنت سے ہمارے قابل وزیر

خزانہ نے بجٹ پیش کیا اور ہر شعبے کو مناسب انداز میں بجٹ میں شامل کیا۔ اس پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمن! حکومت پنجاب نے صحت کے شعبہ میں نئے ہسپتالوں کی تعمیر اور صحت کارڈ کے اجراء کے لئے اس بجٹ میں خاص رقم مختص کی ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کروں گی کہ نئے ہسپتالوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ پہلے سے موجود BHUs، THQs اور RHCs کی حالت بہتر کی جائے کیونکہ بڑے ہسپتالوں کا بوجھ اس وقت کم ہو جاتا ہے جب یہ ادارے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہوں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ ریسکیو 1122 کے جتنے بھی سنٹرز ہیں ان کو نئے طریقے سے بحال کیا جائے کیونکہ اکثر جگہوں پر ایمبولینسز خراب پڑی ہیں اور سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے دفتر بند پڑے ہیں۔

جناب چیئرمین! نئی زندگی پروگرام، سرپرست پروگرام، پناہ گاہ، مساوات اور پنجاب احساس پروگرام کے تحت نچلے طبقے کو جس طرح سے مضبوط کیا جا رہا ہے اور معاشرے میں غریب کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لئے یہ حکومت کوشش کر رہی ہے۔ اس طبقے کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے اور بڑے منصوبے بنا کر خاص طبقے کو نوازا جاتا رہا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ کوئی حکومت غریب کی زندگی کو بہتر کرنے کی بات کر رہی ہے اور کوئی ایکشن لے رہی ہے۔

جناب چیئرمین! کسی بھی مہذب اور تعلیم یافتہ قوم کی بنیاد صحت اور تعلیم کے شعبوں کو ترقی دیئے بغیر ناممکن ہے۔ سابقہ حکومتوں نے اعلیٰ سطح پر خود نمائی کے لئے لیپ ٹاپ تقسیم کئے لیکن پرائمری تعلیم کو یکسر نظر انداز کئے رکھا۔ گہری اور مضبوط بنیاد کے بغیر منصوبے بنائے جاتے رہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ پرائمری سطح پر بہترین اساتذہ مہیا کئے جائیں اور تعلیمی اداروں کو سیاست سے پاک کر کے مضبوط اور اعلیٰ تعلیم کا خواب پورا کیا جائے۔

جناب چیئرمین! کالجز کے انتظامی مسائل عارضی تقرریوں کی وجہ سے زبوں حالی کا شکار ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ جلد از جلد مستقل تقرریاں کی جائیں تاکہ ان کالجز میں جو انتظامی امور خراب ہو رہے ہیں ان کو درست کیا جائے۔

جناب چیئر مین! صاف پانی کی فراہمی صحت کے بنیادی مسائل کا حل ہے۔ اگر صرف اس مسئلے کو حل کر لیا جائے تو ہمارے ہسپتالوں پر بوجھ کم ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں آب پاک اتھارٹی ایک جامع پروگرام ہے۔ اس کا دائرہ کار دیہات کی سطح تک بھی ہونا چاہیئے۔

جناب چیئر مین! پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے۔ اس بجٹ میں کسان دوست پالیسیوں کو جس طرح شامل کیا گیا ہے۔ وہ کسان جو بیس کروڑ عوام کو اناج فراہم کرتا ہے اس کے ساتھ گزشتہ حکومتوں نے جس طرح سوتیلوں والا سلوک کیا تھا۔ اس حکومت نے اس شعبہ میں انقلابی اقدامات کئے ہیں جو قابل تحسین ہیں۔

جناب چیئر مین! میرا تعلق انڈسٹریز سے ہے۔ میں پچھلے بیس سال سے ہوم انڈسٹریز میں خواتین کے ساتھ کام کر رہی ہوں اس لئے میں چاہوں گی کہ خواتین کو بلاسود قرضے مہیا کئے جانے چاہئیں۔ خواتین کو روزگار فراہم کرنے کے لئے اکنامک زونز کی اشد ضرورت ہے۔ ہنر مند نوجوان پروگرام میں بھی خواتین کا کوٹا بہت ضروری ہے۔ خواتین کو صنعت کے شعبہ میں empower کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ہینڈی کرافٹ پوری دنیا میں مشہور ہے اس لئے ہمیں اس شعبہ میں کام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

جناب چیئر مین! میری چھوٹی سی خواہش ہے بلکہ میرے خیال میں یہاں جتنے بھی بہن بھائی بیٹھے ہیں ان کی یہ خواہش ہو گی کہ جن لوگوں نے اس ملک کا پیسا لوٹا ہے ان کو جیلوں میں رکھ کر مزید اس ملک پر بوجھ مت ڈالیں بلکہ ان سے پیسے وصول کرکے اس ملک کی ترقی کے لئے لگائے جائیں۔

جناب چیئر مین! میں آخر میں ایک دعا کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کروں گی کہ

خدا کرے میری ارض پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

ہر ایک خود ہو تہذیب و فن کا اوجِ کمال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جناب محمد ارشد ملک!

جناب محمد ارشد ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

جناب چیئر مین! آپ کہتے ہیں تو ہم زنجیر ہلا دیتے ہیں۔ ہم نے دلکش، دل پسند اور دل پذیر باتیں سنیں تو مجھے ریاست مدینہ کے کھلاڑیوں سے لگتا ہے کہ انہوں نے جو دلکش، دل پسند اور دل پذیر کہا ہے وہ بجٹ کے بارے میں نہیں شاید وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کو دیکھتے ہوئے کہا ہو گا۔ اس بجٹ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو میں appreciate کروں۔

جناب چیئر مین! یہ جو 2300۔ ارب اور 57 کروڑ روپے کے حجم کا بجٹ ہے۔ اس میں انہوں نے جو کچھ تعلیم کے ساتھ کیا ہے جو ہیلتھ کے ساتھ کیا ہے اور جو زراعت کے ساتھ کیا ہے ایسا تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ مخدوم ہاشم جواں بخت کی پوری تقریر جو دلکش اور دل پذیر تقریر تھی اس میں ایک لفظ بھی صوبے کے امن وامان کے لئے نہیں کہا گیا۔ مجھے جب یہ تقریر پڑھنے کا موقع ملا تو مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ بارہ کروڑ عوام کا یہ جو صوبہ ہے اس کے بجٹ کی تقریر جو صوبائی وزیر نے پیش کی ہے وہ صرف بارہ صفحات پر مشتمل تھی اور اس میں امن وامان کا ذکر بھی نہیں کیا گیا، اقلیتوں کا ذکر نہیں کیا گیا اور زراعت جس کو یہ اہم ترین سیکٹر کہتے ہیں اس کا بھی ذکر نہیں کیا گیا اور آبپاشی کا بھی ذکر ہی نہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں ریاست مدینہ نہیں بلکہ ریاست نابینا کے لوگ کہنا چاہئے کیونکہ انہیں نظر ہی کچھ نہیں آ رہا۔ یہ نابینا لوگ ہیں۔ انہیں دکھانے کے لئے ہم مشعل راہ بنتے ہیں اگر یہ ہماری بات سنیں۔

جناب چیئر مین! انہوں نے اس کتاب میں on the floor of the House جھوٹ بولا کہ 30 ٹریلین کا قرضہ ہو چکا ہے۔ میں ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ 13-2008 کے دوران چھ ٹریلین سے جب یہ قرضہ شروع ہوا تو پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ میں یہ قرضہ چودہ ٹریلین تھا۔ اس کے بعد جب ہماری مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی تو وہ قرض بڑھ کر 24 ٹریلین تک جا پہنچا اور آج اس بجٹ کی کتاب میں انہوں نے بتایا ہے کہ وہ قرض 30 ٹریلین ہے جو کہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس سے بھی بڑی بد بختی ان نابینا لوگوں کی یہ ہے یہ جو کہتے رہے کہ ہم نے تو قرضہ لینا ہی نہیں ہے، ہمیں تو قرضے سے بڑا اختلاف ہے تو یہ اس 9 ماہ کے عرصے میں 6 ٹریلین قرض لے چکے ہیں جو کہ قرضے کو پسند ہی نہیں کرتے تھے تو میں ان کی ان نابینا حرکتوں پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ انہوں نے الفاظ کا یہ گورکھ دھندا اور جو جھوٹ بولا ہے۔

جناب چیئر مین! میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلاؤں گا یہاں پر منسٹر ہیلتھ صاحبہ بھی تشریف رکھتی ہیں کہ PKLI بنایا گیا آپ دیکھیں کہ اتنا بڑا ایک پروگرام اتنا بڑا ہسپتال اور اتنا بڑا انسٹیٹیوٹ جس پر 18 ہزار ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں وہ آپریشن جو کہ مریض انڈیا جا کر کرواتے تھے ان کو یہاں پر وہ سہولت دی گئی لیکن اس کے لئے اس بجٹ میں صرف 500 ملین روپے کا فنڈ رکھا گیا ہے تو اس منصوبے کو صرف اس وجہ سے نظر انداز کیا گیا ہے کہ یہ میرے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کا منصوبہ تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا اچھا اقدام نہیں ہے۔

جناب چیئر مین! میں اپنے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کا ذکر کیوں نہ کروں کہ انہوں نے زمینداروں اور کسانوں کے لئے خادم پنجاب رورل روڈ پروگرام دیا جس کے تحت انہوں نے 8 ہزار ایک سو کلومیٹر طویل سڑکیں بنوائیں جو کہ 71 سالہ تاریخ میں نہیں بنائی گئیں۔

جناب چیئر مین: جناب محمد ارشد ملک! چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئر مین! پرسوں دو دو گھنٹے اور تیس تیس منٹ تک تقاریر ہوتی رہی ہیں لہٰذا ہمیں بھی تھوڑا سا وقت دے دیں کیونکہ ہم نے بولنا ہی ہے لینا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ ظلم و ستم یہ ہے کہ یہ جو 42 مشیر ہیں ان کو آپ دیکھ لیں کہ انہوں نے اس نابینا گورنمنٹ کو ایسی تجاویز دی ہیں کہ ہمارے سے جو ہارے ہوئے لوگ ہیں ان کو وہ یہ بجٹ دے

رہے ہیں اور ان کی سکیموں کو entertain کیا جارہا ہے جو ہمارے سے سولہ سولہ اور بیس بیس ہزار ووٹوں سے ہارے ہوئے ہیں۔ ہمارے خادم پنجاب جنہوں نے سی پیک کا منصوبہ دیا، ساہیوال میں کول پراجیکٹ دیا اور دانش سکول جیسی درسگاہیں دیں تو آج ان کا بجٹ میں ذکر ہی نہیں ہے۔ ہیلتھ منسٹر صاحبہ چلی گئی ہیں اگر وہ ادھر موجود ہوتیں کیونکہ چار دن پہلے وہ ساہیوال تشریف لائی تھیں۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ارشد ملک! آپ اپنی speech wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! آپ مجھے ٹائم تو دیں کیونکہ ابھی تو کام شروع ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ارشد ملک! آپ نے ٹائم لے تو لیا ہے لہٰذا میں آپ سے request کر رہا ہوں کہ آپ speech wind up کریں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! اس کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہمارے دور میں ایک بیڈ پر دو دو اور تین تین مریض ہوتے تھے تو آپ ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں تو شرم آتی ہے کہ وہاں پر بیڈز ہی موجود نہیں ہیں اور مریض صحن اور گلیوں میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ارشد ملک! آپ اپنی speech wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! ساہیوال جو کہ 40 لاکھ عوام کا ضلع اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اس کے ہسپتالوں کی یہ حالت ہے وہاں کے دو بڑے ہسپتالوں میں ایم ایس ہی موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ارشد ملک! آپ اپنی speech wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! اور وہاں پر جو ڈاکٹرز موجود ہیں وہ کسی کا کوئی علاج ہی نہیں کرتے۔ وزیر اعلیٰ کا یہ اچھا اقدام ہے کہ جو ان کے جو ایڈوائزر ہیں ان کا تعلق میاں محمد شہباز شریف سے ہے۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ارشد ملک! آپ کے پاس آخری ایک منٹ ہے لہٰذا آپ اپنی speech wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! میں اب ضلع ساہیوال کی بات کرتا ہوں جہاں کی عوام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت دی۔ ضلع ساہیوال میں ڈی ایچ کیو ہسپتال کی یہ حالت ہے کہ 4700ملین روپے کی سکیم جو کہ میاں محمد شہباز شریف کا ایک انقلابی قدم تھا اس کے لئے انہوں نے صرف 240 ملین کیپیٹل میں اور 260 ملین ریونیو میں فنڈ دیا ہے جو کہ ایک peanut ہے اور اس سکیم کو۔۔۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ارشد ملک! آپ اپنے حلقے کی بات مکمل کریں آپ نے اِدھر اُدھر وقت زیادہ ضائع کر دیا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! جس ڈی ایچ کیو ہسپتال کی میں بات کر رہا تھا وہاں پر کارڈک سنٹر نام کا رحمتہ اللعالمین وارڈ ہے وہاں پر کوئی سہولت نہیں ہے اگر اس بجٹ میں میرے اور مسلم لیگ (ن) کے نام پر نہ سہی آپ اپنے ہی کسی بُزدار کے نام پر ہمیں اللہ کے واسطے رحمتہ اللعالمین وارڈ کو سہولیات دے دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب محمد ارشد ملک! جی، اب جناب محمد اشرف رند! اپنی speech کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! میں نے اپنی آخری بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ارشد ملک! جی، اپنی آخری بات کر لیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! زمینداروں کے لئے بڑی بڑی باتیں کی گئی ہیں تو پتا نہیں انہوں نے زمینداروں کے ساتھ کیا کرنا ہے؟ آپ دیکھ لیں زراعت جو کہ ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ زمینداروں کے لئے اور اجناس کے لئے کوئی ایکسپورٹ پالیسی نہیں بنائی گئی جب آلو اچھا کاشت ہو گا جب اس کی فصل تیار ہو گی۔ تب ہی اس کو ایکسپورٹ کریں گے انہوں نے پہلے جا کر اپنی منڈی بنا کر دکانیں بنانے کا اعلان کر دیا لیکن ان کے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب محمد ارشد ملک! چلیں، ٹھیک ہے اب آپ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! بس ایک شعر سن لیں۔

جناب چیئرمین: جی، جناب محمد ارشد ملک! آپ سنا دیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین!

وہ عکس اپنا دیکھتے ہیں آئینے میں یوں
قاتل کھڑا ہو جس طرح قاتل کے سامنے

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب محمد ارشد ملک! جی، اب جناب محمد اشرف رند! اپنی speech کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد جناب عمران خان وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار اور وزیر خزانہ کو ایک سچا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (شور و غل)

جناب چیئرمین: ایسا نہ کریں۔ Order in the House. دیکھیں، آپ لوگ اس طرح نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! ہم نے ان تمام دوستوں کی باتوں کو سنا ہے لہٰذا ان کو بھی ہماری بات سننی چاہئے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب سمیع اللہ خان! نہیں، میں نے جناب محمد اشرف رند کو مائیک دیا ہے لہٰذا پہلے ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! یہ میری speech کے بعد بات کر لیں۔ ہم نے سچی بات کی ہے اور سچے بجٹ کی بات کی ہے۔ (شور و غل) کیا آپ پہلے جھوٹ بولتے رہے ہیں، کمال ہے؟

جناب چیئرمین! مجھے آپ کی اور وزیر خزانہ کی توجہ چاہئے۔ میرے دوستوں کو تکلیف ہو رہی ہے حالانکہ میں نے تو سچ بولا ہے۔ اگر اِن کو سچ پر تکلیف ہوئی ہے تو پھر بھی میں معذرت چاہتا ہوں۔ پچھلے دس سال کے جو بجٹ تھے اُن کا ریکارڈ نکال لیں۔ ہمارے چالیس مشیروں کا نام لیا گیا ہے لیکن ہم 176 جتنے بھی ممبران ہیں سب کے سب وزیر اعلیٰ کے مشیر ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! پچھلے وزیر اعلیٰ / خادمِ اعلیٰ کے مشیر چند ایک تھے۔ ہمارے بجٹ سے کس کو تکلیف ہے؟ میں بتاتا ہوں کہ یہ تکلیف کرپشن مافیا کو ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! میری بات آرام سے میری بہنیں بھی سُن لیں۔ اِن کو تکلیف اس چیز کی ہے کہ ہمارے اس بجٹ میں میٹرو ہے، اورنج ہے اور نہ کوئی میگا پراجیکٹ ہے جس سے کرپشن ہو سکتی ہے۔ یہاں پیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو میں بتاؤں گا کہ ہم الحمدللہ ثم الحمدللہ مدینے کی ریاست کی بات کر رہے ہیں اور اس بجٹ میں معذور لوگوں، یتیموں اور 65 سال کی عمر سے زیادہ بزرگوں کے لئے خصوصی package رکھا گیا ہے۔ ہم غریب اور عام آدمی کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میرے دوستوں سے یہ پوچھیں کہ پچھلے دس سال میں جتنے بجٹ آئے ہیں اور جب بجٹ بنتا تھا تو کیا آپ سے مشاورت ہوتی تھی؟ خادمِ اعلیٰ پی اینڈ ڈی میں جا کر اُن کی book اٹھا لیتے تھے اور اپنی book دے دیتے تھے جس میں چند لوگوں کو oblige کیا جاتا تھا۔ ہمارے بجٹ میں سچائی ہے اور کوئی jugglery نہیں ہے۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف فرما کر گئے کہ یقین کر لیں ہم کوئی ڈرامہ نہیں کر رہے یعنی ہم یہ یقین کر لیں کہ پچھلے دس سال میں صرف ڈرامہ چلتا رہا۔

جناب چیئرمین! آج میرے دوستوں کو یہ بات سمجھ آنی چاہئے کہ یہ جاتے جاتے بجٹ کا سارا بوجھ ہم پر ڈال گئے ہیں۔ Running projects کی مد میں بالفرض ایک ارب روپے کا پراجیکٹ ہے تو اس میں ان کی گورنمنٹ نے ایک کروڑ روپے allocate کر کے ٹینڈر لگا دیا اور آج ہمارے گلے میں ڈال دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اِن کو پتا تھا کہ جا رہے ہیں تو چلے جائیں گے لیکن جیت گئے تو اِن کو shut up call دے دیں گے کیونکہ یہ shut up call کو قبول نہیں کرتے تھے۔ ہمارے ہاں یہ رواج نہیں ہے بلکہ ہمارے ہاں جمہوری رواج ہے اور ہر ایک کی بات سنی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب محمد اشرف خان رند! مختصر کریں اور Chair کو address کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! میں خادمِ اعلیٰ کے بارے میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ میرے بھائی نے کہا کہ جناب عمران خان نے ایک سٹیٹمنٹ دی اور وعدہ کیا تھا لیکن میں ایک بات ضرور کروں گا جس کا میرے دوست جواب دے دیں اور ناراض نہ ہوں۔ خادمِ اعلیٰ نے فرمایا تھا کہ میں پیٹ پھاڑ کے پیسے نکالوں گا اور گھسیٹوں گا لیکن آج وہ دونوں اکٹھے بیٹھے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟(قطع کلامیاں)

آج ان کے اندر بھی ایسے دوست ہیں جو میری سچائی کو جان گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ پلیز wind up کریں۔ No cross talks and order in the House please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! مجھے بھی بولنے کا موقع دیا جائے۔ میں جنوبی پنجاب یا اَپر پنجاب کی طرف نہیں جاتا بلکہ میں بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہم نے ہیلتھ انصاف کارڈ کا جو اجراء کیا ہے آپ یقین کریں کہ پچھلے کارڈ اور اس کارڈ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہم نے جو بجٹ دیا ہے وہ انشاء اللہ لوگوں کو ملے گا۔ آپ اِن سے یہ پوچھ لیں کہ جتنے میگا پراجیکٹس جنوبی پنجاب یا اَپر پنجاب میں ہیں، کیا وہ اِن کی مشاورت سے بنائے گئے؟ چند لوگ تھے جن کو kickback کے لئے بٹھایا گیا تھا یعنی پراجیکٹ یہاں شروع ہوتا تھا تو وہاں پہلے زمینیں خرید لی جاتی تھیں لیکن اِس حکومت میں یہ رواج نہیں ہے۔ یہ ایک عوامی حکومت ہے اور انشاء اللہ ہم ممبران، ہمارے تمام وزراء، وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم اب بھی احتساب کے لئے حاضر ہیں اور پہلے بھی حاضر تھے۔ اِن میں سے جس کو ہاتھ ڈالتے ہیں تو وہ issue create کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب اشرف خان رند! شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ آپ بیٹھ جائیں کیونکہ وہ بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! میں اپنے حلقے کے لئے ایک request شامل کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (جناب محمد اشرف خان رند): جناب چیئرمین! ہماری تحصیل کوٹ ادو 14 لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہوں گا کہ 2010 میں سیلاب آیا تھا تو وہاں دس دس، پندرہ پندرہ فٹ پانی تھا۔ تمام عمارتیں اور سڑکیں تباہ ہو گئی تھیں۔

جناب چیئرمین! یقین کریں اور بے شک چیک کر لیں کہ اِس وقت تک کوئی rehabilitation نہیں ہوئی لہٰذا نئی کوئی بلڈنگ وغیرہ بے شک نہ دیں لیکن مہربانی کر کے پرانے سٹرکچر جتنے کھڑے ہیں اُن کی مرمت کی جائے اور اُن کو running condition میں لایا جائے۔ اس پر جناب کا خصوصی احسان ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، جناب خالد محمود!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میں نے اُن کو مائیک دے دیا ہے۔

جناب خالد محمود: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں شروع کرتا ہوں رب جلیل کے بابرکت نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ میں بحیثیت مسلمان یہ بات کہنا چاہوں گا کیونکہ ایمان کا حصہ بھی یہ ہے کہ ملک میں اصحابِ رسول کے بارے میں جو بھی گفتگو ہوئی ہے وہ ہر مسلمان کے لئے باعثِ تکلیف، باعثِ شرمندگی ہے اور شاید دین سے لاعلمی کا بڑا واضح ثبوت بھی ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس ہاؤس کے توسط سے وزیر اعظم کو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ ایسی گفتگو سے گریز کیا جائے جس کے بارے میں علم نہ ہو۔

جناب چیئر مین! آج میں تذبذب کا بھی شکار ہوں کہ وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا میں اُس پر اُن کو مبارکباد دوں یا اُن کی اہلیت پر نوحہ کنائی کروں کیونکہ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز ہی اپوزیشن پر تنقید سے شروع کیا تھا اور شاید میرے بھائی یہ بھول گئے تھے کہ وہ پنجاب اسمبلی کے اس ہاؤس میں بجٹ پیش کر رہے ہیں یا جلسہ عام میں کنٹینر پر تقریر فرما رہے ہیں۔ وزیر خزانہ کی وہ تقریر تضادات کا مجموعہ تھی۔

جناب چیئر مین! وزیر خزانہ ایک طرف تو ملک میں جو معاشی حالات موجود ہیں اُن کا ذمہ دار سابقہ حکومت، سابقہ ادوار اور (ن) لیگ کے دَور کو ٹھہرا رہے تھے اور ساتھ ہی دوسری طرف اس بات کا اعتراف بھی کر رہے تھے کہ پنجاب کی GDP گزشتہ سالوں میں 4.7 پر تھی جو پاکستان کی اوسط GDP شاید 4.4 سے زائد تھی۔ پنجاب کا ملکی پیداوار میں حصہ 54 فیصد ہے تو یہ 54 فیصد کس حکومت کی کارکردگی کا اعتراف ہے اور کس لیڈر کی محنت کو خراج تحسین ہے چونکہ وزیر خزانہ بھی ہمارے پچھلے دور میں ہمارے ہی لیڈر کے سپاہی رہ چکے ہیں اور شاید ان کے دل میں وہ محبت تھی۔ میں ان کی نذر ایک شعر کرتا ہوں:

الفت بدل گئی کبھی نیت بدل گئی
خود غرض جب ہوئے تو سیرت بدل گئی
اپنا قصور دوسروں کے سر ڈال کر
کچھ لوگ سوچتے ہیں حقیقت بدل گئی

جناب چیئر مین! وزیر خزانہ نے 233 ملین روپے کا surplus وفاقی حکومت کے کھاتے میں ڈال کر وزیر اعظم کی بھی اس پالیسی پر عدم اعتماد کا اظہار کیا جس پر انہوں نے کہا تھا کہ اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر کچھ نہیں جائے گا۔ وزیر خزانہ جب growth strategy 2023 بنا رہے تھے تو اس سے بہتر تھا کہ وہ سابقہ دور کی ان فائدہ مند سکیموں کو پورا کرنے کے لئے انہیں زیادہ سے زیادہ فنڈز مہیا کرتے تا کہ وہ سکیمیں پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتیں نہ کہ پچھلے دو یا تین سال سے ان پر لگا ہوا قوم کا پیسا ضائع جاتا۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں سابقہ حکومت کے تمام منصوبوں کو ختم کرنے کی ایک مکروہ سازش بھی کی گئی اور اس میں عام غریب آدمی پر مہنگائی کا جو پتھر پھینکا گیا جس سے ضروریات زندگی کی تمام اشیاء عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہو گئیں۔ آج میں اپنے شہر بورے والا کی مثال دیتا ہوں کہ آج صبح 9:00 بجے ایک غریب آدمی نے ملتان روڈ پر فاقہ کشی کی حالت میں خود کو فائر مار کر خودکشی کرلی کہ جو بر تاؤ اس غریب آدمی کے ساتھ اس تبدیلی سرکار نے کیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں بجٹ کی بات کرتا چلوں کہ جنوبی پنجاب کے لئے بجٹ میں 35 فیصد رکھا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس جنوبی پنجاب میں میرا شہر بورے والا بھی شامل ہے مگر میں 35 فیصد کو جو صرف تخت ڈی جی خان کے لئے مختص کیا گیا ہے اس کی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ میرے شہر بورے والا میں ایک سیوریج سکیم جو 35 کروڑ روپے کی لاگت سے پایۂ تکمیل کو پہنچنی تھی جس میں پچھلے دو اڑھائی سال سے 22 کروڑ روپے لگ چکے ہیں۔ پچھلے چھ ماہ اور اس بجٹ میں تبدیلی سرکار نے 14 کروڑ روپے کے بقایا میں سے صرف اور صرف ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ پوچھتا ہوں کہ بورے والا جسے جنوبی پنجاب کا حصہ گردانا جاتا ہے وہاں ایک سڑک کی widening اور dual road جو وہاڑی سے بورے والا یا بورے والا سے وہاڑی کی طرف تھا تو وہاں اس کے لئے بھی کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ یہ وہ سڑک ہے جہاں ہر ماہ 20 سے 25 لوگوں کی حادثات کی وجہ سے casualty ہو جاتی ہے تو ان کا کون پُرسان حال ہے۔ ان کے ورثاء کے ہاتھ کن کے گریبانوں پر ہوں گے؟

جناب چیئرمین: جناب خالد محمود! جلدی سے wind up کریں۔

جناب خالد محمود: جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جب جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی تھی اور کنٹینروں پر وعدے کئے گئے تھے تو میں وزیر خزانہ سے یہ کہوں گا کہ اگر بورے والا کے ساتھ یہی سلوک روا رکھنا ہے تو مہربانی کر کے میری اس بات کو quote کیا جائے کہ بورے والا کو ضلع بنا کر ساہیوال ڈویژن میں شامل کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جیسا کہ آپ، سارا ہاؤس، ہم سب اور پورا پاکستان جانتا ہے کہ پچھلے چند ماہ میں معیشت کے جو حالات چل رہے تھے، آپ یقین مانیں کہ مجھے تو یقین نہیں تھا کہ اتنا اچھا بجٹ پیش کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ بجٹ جو گورنمنٹ پیش کرتی ہے وہ اس کی ترجیحات کا آئینہ دار ہوتا ہے اور موجودہ حکومت کی جو ترجیحات ہیں جو وزیر اعظم عمران خان کا وژن تھا، یہ بجٹ اس کا آئینہ دار ہے اور ہماری ترجیحات صاف پانی، صحت اور ایجوکیشن ہیں۔

جناب چیئرمین! میگا پراجیکٹ کے سلسلے میں 9 بڑے ہسپتال مختلف اضلاع میں بنائے جا رہے ہیں جن میں ڈی جی خان میں کارڈیالوجی ہسپتال کا قیام بھی شامل ہے جبکہ نشتر ہسپتال کا فیز۔ II بھی شامل ہے اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ 6 یونیورسٹیاں بنائی جا رہی ہیں یہ میں وژن کی بات کر رہا ہوں۔ میگا پراجیکٹس اس حوالے سے آئے ہیں اور پہلے کس حوالے سے آتے تھے۔

جناب چیئرمین! بدقسمتی سے 70 سال کی تاریخ میں جو کام کیا گیا، جو مسائل پیدا کئے گئے کہ غریب اور امیر کا فرق مسلسل بڑھتا گیا۔ اب کسی کے پاس الہ دین کا چراغ تو ہے نہیں تو 70 سال کا گند صاف کرنے میں کم از کم سال دو سال تو لگیں گے۔ اس کے بعد یہ بات کریں۔ انشاء اللہ میں امید کرتا ہوں وزیر اعظم عمران خان سے اور ہماری پنجاب کی قیادت سے کہ وہ ان بحرانوں پر بہت جلد قابو پائیں گے۔

جناب چیئرمین! ڈویلپمنٹ کا بجٹ 350۔ ارب روپے رکھا گیا ہے جو پچھلے سال سے 47 فیصد زیادہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مہنگائی پہلے سے زیادہ ہوئی ہے اور ہم اس سے انکاری نہیں ہیں لیکن جیسا میں نے پہلے کہا کہ یہ 70 سالوں کی پالیسیوں کا نتیجہ تھی اور نیت صاف ہو تو کام ہوتے ہیں۔ جناب عمران خان ایسے لیڈر ہیں جن پر قوم نے اعتماد کیا ہے اور وہ اپنی قوم کو انشاء اللہ بحرانوں سے نکالیں گے۔

جناب چیئرمین! بجٹ میں محصولات کا ہدف ٹیکسوں کی صورت میں 381-ارب روپے کا دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے اور تجویز ہے کہ غریبوں اور مڈل کلاس پر ٹیکس نہ لگایا جائے اور مہربانی کر کے اُن پر ٹیکس لگایا جائے جو ادا کرنے کے قابل ہوں۔ غریب اور مڈل کلاس پر پہلے ہی بہت زیادہ ٹیکسوں کا بوجھ ہے اور وہ مزید ٹیکس برداشت نہیں کر سکتے لہٰذا یہ ٹیکس انہی پر لگایا جائے جو ادا کرنے کے قابل ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ جو بھی امیر لوگ ہیں اور جو امیر طبقہ ہے جن کی آمدنی زیادہ ہے ان پر زیادہ ٹیکس لگایا جائے۔ بے شک مڈل کلاس پر nominal قسم کا ٹیکس لگا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! صحت کارڈ کا اجراء موجودہ حکومت کی ایک بہت اچھی کاوش ہے جس سے انشاء اللہ غریبوں کو بہت فائدہ ہو گا۔ پچھلی دو دہائیوں سے میں بھی سُن رہا ہوں کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے اور ہماری معیشت کی backbone ہے اور وہ تو ویسے لیکن اُس پر کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔ اس گورنمنٹ نے اُس کا بجٹ ڈبل کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں وزیر خزانہ، وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جو موجودہ منسٹر ہیں وہ خود بھی زمیندار ہیں زراعت کے حوالے سے کافی کام کرنے کی ضرورت ہے مجھے امید ہے انشاءاللہ وہ کریں گے۔ میرا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے آپ جانتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ wind up کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! یہ بہت ضروری ہے وزیر خزانہ بھی ذرا توجہ فرمائیں۔ پچھلے دو سال سے دریائے سندھ سے مغربی کنارے سے دریا کا بہت شدید کٹاؤ ہے، پچھلے سال بھی 200 ملین روپیہ رکھا گیا لیکن release نہیں ہوا۔ اس سال بھی رکھا گیا ہے اس سال مہربانی فرمائیں لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پہلے بھی لوگ نقل مکانی کر گئے ہیں اور مزید لوگ بھی سامان باہر نکال کر نقل مکانی کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اُن پر رحم کیا جائے۔ Dajani Spur کے نام سے ایک پراجیکٹ ہے اس کو فوری طور پر مہربانی کر کے شروع کروایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے wind up کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! تھوڑا سا ٹائم چاہئے ہم اربوں روپیہ دیہاتوں میں ڈویلپمنٹ پر خرچ کرتے ہیں، ٹف ٹائل، سیوریج، سولنگ بنواتے ہیں وہاں پر صفائی کا کوئی مربوط نظام نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال اربوں روپیہ ضائع ہو جاتا ہے وہ پراجیکٹ دو تین سال بعد ختم ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے کئی دفعہ اس ہاؤس میں تجویز دی ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر کوئی صفائی کا مربوط نظام بنایا جائے۔ ہم دیہات والے بھی لوگ ہیں میرا جو قصبہ ہے وہ 25 سے 30 ہزار آبادی پر مشتمل ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کی تجویز بہت اچھی ہے آپ please wind up کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! صرف ایک منٹ صفائی کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر بہت مسائل ہیں گورنمنٹ آف پنجاب نے جو 70 سال میں خرچ کیا ہے وہ دو سے تین سال میں ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! آخر میں ساؤتھ پنجاب کے حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا یہ پاکستان تحریک انصاف کے منشور میں بھی شامل ہے اور وزیراعظم جناب عمران خان کا وعدہ بھی ہے اور مجھے بھی یقین ہے کہ انشاءاللہ یہ حکومت ساؤتھ پنجاب کے لوگوں کو صوبہ ضرور دے گی۔

جناب چیئرمین! میں وزیر خزانہ کو اور وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ 35 فیصد بجٹ جو جنوبی پنجاب کے لئے رکھا گیا ہے اُس پر شرط بھی لگا دی گئی ہے کہ یہ صرف ساؤتھ پنجاب میں ہی خرچ ہو گا اس سے پہلے جو بجٹ آتے تھے وہ ساؤتھ پنجاب کے نام سے آتے تھے خرچ نہیں ہوتے تھے واپس ہو جاتے تھے۔

جناب چیئرمین! میں موجودہ گورنمنٹ کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ ساؤتھ کا بجٹ ساؤتھ پر ہی خرچ ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب محمد یوسف!

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، No point of order during the discussion۔ جی، جناب محمد یوسف! آپ بات کریں۔

جناب محمد یوسف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئر مین !بہت شکریہ ۔ مہنگائی کے اس دور میں آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔شکر ہے اس گورنمنٹ نے بولنے اور سانس لینے پر ٹیکس نہیں لگایا۔یہاں پر ایک سابق منسٹر صاحب اگلے دن بڑی چیخ وپکار کے ساتھ تقریر کر رہے تھے اور اسی طرح آج بھی ایوان میں ٹریژری بنچز سے آواز آرہی ہے کہ ہم نے ایک سچا بجٹ پیش کیا ہے۔ یہاں پر گیس کی 146 فیصد قیمت بڑھادی گئی، بجلی کی 30 فیصد قیمت بڑھادی گئی،پٹرول اور ڈیزل کو مہنگا کر دیا گیا،معیشت کی صورتحال تباہ کن کر دی گئی۔ڈالر کی جو اُڑان ہے وہ ابھی تک سٹاپ نہیں ہوسکی۔اس گورنمنٹ نے اب تک اس ملک کو500۔ارب کے اندر ڈبو دیا ہے اور جب بھی بات کرتے ہیں تو سارا مدعا پچھلی حکومت پر ڈال دیتے ہیں۔12لاکھ لوگ اس حکومت میں بے روزگار ہو چکے ہیں اور آنے والے سال میں 20 لاکھ اور لوگ بے روزگار ہونے جارہے ہیں۔

جناب چیئر مین!جب میاں محمد شہباز شریف کی حکومت تھی اُن کی قیادت میں پنجاب بہترین صوبہ چل رہا تھا،صحت کے میدان میں تمام DHQs اور THQs کو اپ گریڈ کیا گیا،وہاں پر غریب عوام کی سہولت کے لئے جدید مشینری سے آراستہ ہسپتالوں میں لیب ٹیسٹ ،ادویات کی فراہمی یقینی بنائی گئی،بلکہ ہیپاٹائٹس،شوگر اور دیگر جو بیماریاں ہیں اُن کی جو دوائی مریض کو اُس کی دہلیز پر ملتی تھی۔اب یہ نالائق لوگوں کی قیادت نے عوام سے مفت ادویات،لیب ٹیسٹ اور vaccination کا جو حق ہے وہ چھین لیا ہے اور میڈیسن کی قیمت 300 فیصد تک بڑھادی گئی ہے۔ گزشتہ بجٹ میں تعلیم کے لئے 62۔ارب روپے رکھے گئے تھے یہ بلند و بالا دعوے کرنے والے صحت اور تعلیم کے میدان میں بھی انہوں نے اب کٹوتی لگا کر اس کو۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR CHAIRMAN: Order in the House Please.

جناب محمد یوسف: جناب چیئر مین!ہمارے دور میں اربوں روپے کی لاگت سے missing facilities دی گئیں، یہ جو انہوں نے بجٹ کم کیا ہے اُس میں بھی دعوے کر رہے ہیں کہ ایجوکیشن بہتر ہو جائے گی،صوبہ پنجاب کا دارومدار زراعت پر ہے زراعت کے لئے ٹوٹل بجٹ۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر سکول ایجوکیشن جناب مراد راس اپنی نشست سے اُٹھ
کر آفیشل گیلری میں بیٹھے ترجمان وزیر اعلیٰ پنجاب ڈاکٹر شہباز گل سے بات چیت کرنے لگے)

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! یہ شہباز گل کس حیثیت سے آفیشل گیلری سے ایوان میں بات کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہوگئے)

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد یوسف! آپ اپنی بات continue رکھیں۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! یہ شہباز گل کس حیثیت سے آفیشل گیلری سے ایوان میں بات کر رہے ہیں۔ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین: رانا منور حسین! آپ please بیٹھ جائیں۔ جناب محمد یوسف! آپ اپنی بات continue رکھیں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! ان کا کیا مسئلہ ہے یہاں پر کیا ہو رہا ہے، رانا منور حسین! آپ کو کیا مسئلہ ہے؟

جناب محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! ان کو آفیشل گیلری سے نکالیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ آپ لوگ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں ۔ رانا منور حسین! پلیز! آپ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد اشرف رسول: جناب چیئرمین! یہ اسمبلی کے معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتے۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! آپ رولنگ دیں ہم پھر بیٹھیں گے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! ان کو کیا تکلیف ہے؟ وہ وزیر اعلیٰ کے نمائندے ہیں وہ آفیشل گیلری میں بیٹھے ہیں۔ رانا منور حسین! میں بات کر رہا ہوں۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! یہ آفیشل گیلری سے اسمبلی کو dictate نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: رانا منور حسین! آپ بیٹھ جائیں۔ جی، چودھری ظہیر الدین! آپ بات کریں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! جو issue یہاں پر ہو رہا ہے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ جب یہاں پر کوئی issue نہیں بنتا، کوئی بات کرنے کے لئے نہیں بنتی اور جس آدمی سے یہ تشنج میں مبتلا ہیں، جس کی باتیں سن کر تشنج میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ وہاں پر

وزیر اعلیٰ کے نمائندے کی حیثیت سے آفیشل گیلری میں بیٹھے ہیں ان لوگوں کو کیا مسئلہ ہے؟ یہ dictate نہیں کر سکتے، آفیشل گیلری کو dictate کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم ایسا ہونے دیں گے۔ یہ ان کی بالکل غلط بات ہے اب یہ آرام سے بیٹھیں۔ اب تک ان کی باتیں ہم آرام سے سنتے رہے ہیں۔

جناب محمد اشرف رسول: جناب چیئرمین! یہ dictate نہیں کر سکتے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! ہم نے ان کو بہت برداشت کیا ہے۔

جناب محمد اشرف رسول: جناب چیئرمین! آپ کر کیا سکتے ہیں، کیا کر سکتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: رانا منور حسین! آپ please بیٹھ جائیں۔ Order in the House, Order in the House. (شور و غل)

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! ان کو چپ کرائیں۔ یہ یہیں پر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، order in the House اب آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ please بیٹھ جائیں۔ رانا منور حسین! آپ بیٹھ جائیں۔ Let me reply۔ کوئی ایسا rule نہیں ہے کہ وہ نہیں بیٹھ سکتے۔ بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون! آپ کو reply کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! وہ reply کس کو کر رہے ہیں پہلے point of order آنے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون! point of explanation پر ہیں وہ بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا پہلے اُن کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں میں جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، جناب سمیع اللہ خان! آپ بات کر لیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں نے آپ سے پہلے بھی request کی تھی کہ official gallery میں جو بھی مہمان آتے ہیں وہ پورے ہاؤس کے لئے قابل احترام ہوتے ہیں اور ہماری سائیڈ والی گیلری میں جو لوگ تشریف لاتے ہیں وہ عموماً منسٹرز یا وزیر اعلیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔ جب بھی ہماری نظر اُن پر پڑتی ہے ہم ان کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہاؤس کے اندر جو debate ہو رہی ہوتی ہے وہ بعض دفعہ heated ہوتی ہے، کئی مرتبہ heated arguments ہوتے ہیں اور کئی مرتبہ ہم آپس میں الجھتے بھی ہیں۔ گیلری کا decorum یہ ہے کہ وہاں بیٹھے ہوئے لوگ participate نہیں کر سکتے۔ مثلاً اگر میں نے اچھی بات کی ہے تو وہاں بیٹھا ہوا میرا مہمان clap نہیں کر سکتا کیونکہ ان پر گیلری کے قواعد لاگو ہیں۔ اس گیلری سے تو پھر بھی غلطی کی گنجائش ہے لیکن آفیشل گیلری پر تو یہ قواعد زیادہ لاگو ہوتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: جناب سمیع اللہ خان! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میں آخری بات کرنے لگا ہوں۔ یہاں ہاؤس میں ایک ممبر تقریر کر رہے تھے اور آفیشل گیلری میں بیٹھے ایک صاحب جن کا مجھے نام نہیں آتا وہ باقاعدہ clapping کر رہے تھے اس لئے آفیشل گیلری میں جو آئے اس کی ٹریننگ ہونی چاہئے کیونکہ جو بیوروکریٹس آتے ہیں انہیں پتا ہوتا ہے کہ کسی بات پر clapping نہیں کرنی۔ آپ ابھی ریکارڈنگ نکلوائیں اور ان صاحب کو دیکھ لیں، میں ان کا نام نہیں لیتا کیونکہ میرا مقصد قطعاً ان کی تضحیک کرنا نہیں ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! ہم آپ سے address ہو رہے ہوتے ہیں گیلری میں بیٹھے لوگوں سے نہیں ہو رہے ہوتے ویسے وہ ہمارے مہمان ضرور ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو چاہئے، یہاں سیکرٹریوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے، جس صاحب کو وہ آفیشل گیلری کا پاس دیں تو ان کو گیلری میں بیٹھنے کے قواعد اور تمیز بھی بتایا کریں۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ دو باتیں وضاحت طلب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ان کا یہ اعتراض ہے جو مجھے سمجھ میں آیا کہ یہاں آفیشل گیلری میں وزیر اعلیٰ کے spokesman کیوں بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین! انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی ایک سرکاری حیثیت ہے، وہ اس حیثیت میں سرکاری گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ان کا پورا right ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی ممبر نے یہاں سے اُن کے ساتھ بات کی ہے تو وہ نیچے نہیں آئے۔ معزز ممبران کا یہ فرض بنتا ہے کہ رولز کے مطابق وہ ان کو وہاں جا کر نہ ملیں اگر کسی نے ان سے بات کرنی ہے تو وہ باہر جا کر کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں تیسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ بات میں اس لئے نہیں کر رہا کہ یہاں بیوروکریٹس گیلری میں بیٹھے ہیں، ابھی انہوں نے بیوروکریٹس کی بات کی ہے تو میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سارے بیوروکریٹس سے بہتر ان کو آداب کا پتا ہے۔ (شور و غل) (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب سمیع اللہ خان! میں نے آپ کو floor دیا تھا اور آپ کو بات کرنے دی تھی اب وزیر قانون بات کر رہے ہیں ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح چودھری ظہیرالدین نے فرمایا ہے کہ اگر ہمیں ان سے problem یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کا مؤقف زوردار طریقے سے کیوں پیش کرتے ہیں تو یہ ان کی تکلیف اپنی جگہ پر درست ہے لیکن ہمیں بلاوجہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھنا نہیں چاہئے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! کیا وہ آئندہ بھی تالیاں بجائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب چیئرمین! کوئی تالی نہیں بجاتا۔ آپ بات کریں اگر آپ کی بات حقائق پر مبنی ہو گی تو میں تالی بجاؤں گا۔

جناب چیئرمین: بس ٹھیک ہے اس کی explanation آگئی ہے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیرالدین): جناب چیئرمین! مجھے floor دیں میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! رولز آف پروسیجر میں ڈال دیں کہ گیلری میں بیٹھے لوگ بھی تالیاں بجاسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب سمیع اللہ خان! میں نے اب آپ کو floor نہیں دیا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ کو floor دینا چاہئے۔

جناب چیئرمین: پہلے ٹریژری بنچز سے بات آجائے پھر آپ بات کرنا۔ جی، چودھری ظہیرالدین!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیرالدین): جناب چیئرمین! جناب سمیع اللہ خان نے فرمایا ہے کہ ان کو آداب سکھائے جائیں۔ ان کی جو ٹریننگ اور آداب ہیں وہ ہم نے اس دن دیکھ لئے تھے جس دن وزیر خزانہ تقریر کر رہے تھے۔ انہیں چاہئے کہ پہلے اپنے گھر سے آداب سکھانے شروع کریں۔۔۔ (شوروغل)

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میری بات کا جواب وزیر قانون دے چکے ہیں کیا اب دو دو منسٹر میری بات کا جواب دیں گے؟ میں نے صرف یہ کہنا تھا کہ اگر انہوں نے تالیاں بجانے کو جائز قرار دینا ہے تو پھر رولز آف پروسیجر میں تبدیلی لے آئیں پھر سارے بیوروکریٹس کو اجازت دیں کہ وہ وہاں بیٹھ کر تالیاں بجائیں۔(شور وغل)

جناب چیئرمین: انشاء اللہ تبدیلی لے آئیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔Order in the House جی، جناب احمد شاہ کھگہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے توانائی (جناب احمد شاہ کھگہ): جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے 2019-20 کے بہترین اور عوامی بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کو جناب عمران خان جیسی دیانتدار اور جرأت مند شخصیت ملی جن کی نیت صرف ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں وزیر اعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار، وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت اور ان کی تمام ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مشکل معاشی حالات میں ایک اچھا بجٹ پیش کیا۔ میرا تعلق ضلع پاکپتن کے اس حلقے سے ہے جو انتہائی پسماندہ ہے۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ بھی اس بات کے گواہ ہوں گے کہ پچھلے دس سالوں سے میرے اس حلقے میں کوئی ترقیاتی فنڈز نہیں دیئے گئے جو میرے حلقہ پی پی-193 کے لئے بہت بڑی محرومی ہے۔ جناب پرویز الٰہی جب وزیر اعلیٰ تھے ان کے دور میں جو ترقیاں ہوئیں اور سکول بنائے گئے اس کے بعد آج تک کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین! میری چند ایک گزارشات ہیں کیونکہ وقت کی کمی ہے جن پر میں وزیر خزانہ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں۔ 2019-20 کے اس بجٹ میں فنڈز allocate کئے جائیں تاکہ میرا حلقہ بھی پسماندگی سے باہر آ جائے۔ صاف پانی ایک اہم ضرورت ہے میرا حلقہ دریا کے اوپر آتا ہے اور محکمہ پبلک ہیلتھ نے وہاں کا پانی زہریلا declare کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں جو بھی10، 12 اور15 واٹر فلٹریشن پلانٹ رکھ سکیں وہ مہربانی فرمادیں۔ میرے حلقے کی آبادی تقریباً6لاکھ کی ہے اور اس میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں تین چار بڑے قصبے ہیں جن میں ایک سب تحصیل نور پور، ایک ملکہ ہانس ہے جس کی آبادی ایک لاکھ ہے اور ایک چک شفیع ہے اور ایک SP/55 ہمارا گاؤں ہے وہاں پرBHU بنایا جائے۔ پچھلے دس سالوں سے سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

جناب چیئرمین! میں وزیر خزانہ سےrequest کروں گا کہ جو مناسب سمجھیں، میں زیادہ نہیں مانگتا جو مناسب دے سکیں وہ دے دیں۔ سڑکوں کی مرمت کی جائے اور جو نئی سڑکیں ہماری ضرورت ہیں۔ وہ بنائی جائیں۔ پچھلے دس سالوں میں کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہی وہاںADP سکیم دی گئی ہے تو میری گزارش ہوگی کہ کوئی نئی سڑکیں جو بھی عنایت فرمادیں کیونکہ میرے حلقے میں 24سڑکوں کی ضرورت ہے اگر یہ بہت زیادہ ہیں تو جو یہ مناسب سمجھیں وہ عنایت کریں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ زرعی شعبے میں بہت سارا کام ابھی ہونا باقی ہے۔ زمینداروں کو اس بجٹ میں بل اور بیمہ پالیسی کی صورت میں بہت سارا ریلیف ملا بھی ہے۔ میں چاہوں گا کہ مزید اس کے لئے انتظامات کئے جائیں۔ وزیر خزانہ ہمارا نہری مسئلہ بھی ہے۔ ہمارے حلقے میں کچھ نہریں پکی ہیں اور بقایا کچی رہ گئی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے پانچ نہریں ہیں یہ راجباہ پکے فرمائے جائیں اگر پانچ نہ بھی ہوسکیں تو کم از کم دو عنایت فرمائیں تاکہ اس بجٹ میں میرا بھی حصہ آجائے کیونکہ میں زیادہ مانگ نہیں رہا۔ اس کے علاوہ شہر فرید باباجی سرکار کی وجہ سے سب کرم عنایات ہیں میں چاہتا ہوں کہ شہر پاکپتن کی حد تک ان کے لئے کوئی خصوصیpackage عنایت فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں کھیل کے لئے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں SP/36 سٹیڈیم تعمیر کیا گیا ہے جس پر پچھلے دس سالوں سے کوئی پیسا نہیں لگایا گیا اس کی دیواریں بھی ٹوٹ گئی ہیں اور لوگ اٹھا کر لے گئے ہیں۔ اس کی ویڈیو فلمیں بھی میرے پاس ہیں

میں چاہتا ہوں کہ کھیل کے میدان میں اس کے لئے بھی کوئی فنڈز رکھیں جائیں کیونکہ پوری تحصیل پاکپتن میں پورا ایک ہی Complex ہے تو اس کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔

جناب چیئرمین! میری آخر میں گزارش ہے کہ ہمارے قبرستانوں کی چاردیواریاں نہیں ہیں اس کے لئے فنڈز دیئے جائیں تو بہت عنایت ہوگی۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ کو ایک کام کی بات بتانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں گورنمنٹ کا ایک جنگل ہے جو کہ کافی بڑا ہے اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ لوگ وہاں سے لکڑیاں چوری کر کے لے جاتے ہیں۔ اگر کوئی مناسب سمجھیں تو اس کی چاردیواری کرائی جائے اور اس جنگل سے جو درخت کٹ گئے ہیں اس کی جگہ نئے پودے لگائے جائیں میری اس تجویز پر ذرا غور کیا جائے۔ اگر کوئی ایسا قانون ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ wind up کریں please ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے توانائی (جناب احمد شاہ کھگہ): جناب چیئرمین! اگر دیوار بنا سکتے ہیں تو بنائیں۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، وزیر خزانہ اور وزیر قانون جناب محمد بشارت راجا کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان سے درخواست کروں گا کہ میرے پسماندہ حلقے کے بے شمار مسائل ہیں جن پر وہ خصوصی توجہ دیں اور اگر توجہ دیں گے تو اس بجٹ میں فنڈز مختص کریں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب محمد یوسف! آپ کی speech disturb ہوئی تھی میں آپ کو دو منٹ دیتا ہوں اور پلیز! آپ اپنے حلقے کی بات کیجئے گا۔

جناب محمد یوسف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! صوبہ پنجاب کا دارومدار زراعت پر ہے زراعت کے لئے جو اس بجٹ میں رکھا گیا ہے وہ 2 فیصد ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسانوں پر ظلم ہے اور اسی ناقص پالیسی کی وجہ سے اس دفعہ کپاس کی فصل 16 فیصد کم ہوئی ہے اور چاول کی فصل 12 فیصد کم ہوئی ہے۔ عوام دشمن حکومت نے کھاد، بجلی، زرعی آلات پر ملنے والی سبسڈی کو ختم کر دیا ہے جو کہ سراسر کسان کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے وزیر خزانہ سے پوچھنا ہے کہ -/17500 روپے میں کون سا بجٹ بنتا ہے کہ ایک آدمی اس میں بچوں کی دال روٹی، بجلی کا بل، گیس کا بل اور اپنے والدین کے لئے دوائی خرید سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! آخر میں، میں اپنے حلقے کے حوالے سے بات کروں گا کہ اڈا کوارٹر سے ڈلن روڈ via پل بن رہا تھا وہ سکیم تقریباً آدھے سے زیادہ complete ہو چکی ہے اور بقایا سکیم کو قید کر دیا گیا ہے براہ مہربانی اگر اس کو شامل کروا دیا جائے تو میں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ باقی میں اس عوام دشمن بجٹ کو مسترد کرتا ہوں اور اللہ کے آگے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان کو ہدایت دے۔

جناب چیئرمین! میں ایک شعر کے ساتھ اختتام کروں گا کہ:

دعوؤں کے ترازو میں تو عظمت نہیں تلتی
فیتے سے تو کردار کو ناپا نہیں جاتا
اوروں کے خیالات کی لیتے ہیں تلاشی
اپنے گریباں میں جھانکا نہیں جاتا

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب نذیر احمد خان!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خصوصی تعلیم (جناب نذیر احمد خان):

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے توجہ فرمائی اور مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعظم جناب عمران خان، وزیراعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انتہائی نامساعد حالات میں ایک متوازن بجٹ دینے میں وہ کامیاب ہوئے ہیں۔

جناب چیئر مین! میں کاشتکار ہوں اور کاشتکاری کے ایک شعبہ سے وابستہ ہوں اور سب سے پہلے میں زراعت پر بات کرنا چاہوں گا کیونکہ پاکستان کی خوشحالی کے لئے شعبہ زراعت کی ترقی انتہائی ضروری ہے۔ اگر زرعی کاشتکار خوشحال ہو گا تو سمجھ لیں گے پاکستان خوشحال ہو گا۔

جناب چیئر مین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے کاشتکاروں پر ماضی میں جو ٹیکسز لگائے گئے یہ تحریک انصاف کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس پورے بجٹ میں کاشتکار پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ یہ تاریخ گواہ ہے کہ زرعی انکم ٹیکس مسلم لیگ (ن) کے دور میں لگایا گیا۔ یہ بھی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ زرعی آمدن ٹیکس بھی مسلم لیگ (ن) کے دور میں لگایا گیا، آبیانہ ٹیکس اور تمام ٹیکسز بھی انہی کے دور کے پیدا کردہ کاشتکار کے لئے مسائل ہیں اور انہی کے دیئے ہوئے کاشتکاروں کو تحفے ہیں۔

جناب چیئر مین! میں حکومت پنجاب کا مشکور ہوں کہ زرعی آمدن ٹیکس کے سلسلے میں انہوں نے جو limit مقرر کی تھی کہ 80 ہزار سے اوپر آمدنی والے کاشتکاروں کو ٹیکسز ادا کرنے پڑتے تھے اور بھاری رقم ہوتی تھی اس دفعہ گورنمنٹ نے زرعی ٹیکس کی مد میں آمدنی ٹیکس کی پالیسی کو revise کیا ہے اور انہوں نے 4 لاکھ تک آمدنی کے کاشتکار کو ٹیکس فری قرار دے دیا۔ انہوں نے پالیسی بنائی ہے کہ 12 لاکھ آمدنی تک والے جو کاشتکار ہیں وہ صرف 2 ہزار روپیہ ٹیکس ادا کریں گے اور اپنی فائل ایف بی آر کو ریٹرن کرسکتے ہیں تو یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب چیئر مین! اس کے علاوہ میں کچھ پانی کے مسائل پر بات کروں گا کہ دریاؤں اور نہروں میں پانی کم ہوتے ہوئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ڈرپ اریگیشن سسٹم پہلے متعارف ہو چکا ہے اور اگر اس پر اربوں روپے بھی لگا دیئے جائیں تو اس میں کوئی امر مانع نہ ہے۔ ڈرپ اریگیشن سسٹم کے لئے فی الفور بجٹ رکھا جائے تاکہ آنے والے وقتوں میں کاشتکار کے لئے کوئی problem پیدا نہ ہو۔

جناب چیئر مین! اس کے علاوہ کاشتکار کا بہت burning issue یہ ہے کہ زرعی ادویات تین سے چار گنا مہنگی ہو چکی ہیں۔ یہاں پر کاشتکار بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں اور آپ خود بھی کاشتکار ہیں کہ ان کی قیمتیں چار گنا بڑھ چکی ہیں۔ اس پر فوری وزیر خزانہ، وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم ایک کمیٹی

بنائیں تاکہ کاشتکاروں کو زرعی ادویات صحیح قیمت میں ملیں اور وہ اس کی قیمت برداشت کرنے کی متحمل ہو سکیں۔

جناب چیئرمین! میں صاف پانی کی بات ضرور کروں گا۔ میرا حلقہ پی پی۔ 228 ضلع لودھراں میں انتہائی زہریلا پانی ہے لوگ مسلسل زہریلا پانی پینے کی وجہ سے بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ آپ مہربانی کریں کیونکہ فلٹریشن پلانٹس کے لئے کثیر رقم رکھی گئی ہے اور میں حکومت پنجاب کو شاباش دیتا ہوں اس میں مزید مہربانی کرتے ہوئے اس کو لامحدود کر دیں اور اس کی کوئی حد مقرر نہ کریں۔ اگر اس کو تین گنا بھی بڑھانے پڑے تو بڑھائیں اور پورے پنجاب کے ہر ضلع کو فلٹریشن پلانٹس کی فراہمی گاؤں گاؤں بستی بستی فراہم کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: please wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خصوصی تعلیم (جناب نذیر احمد خان): جناب چیئرمین! میری ایک دو تجویزیں ہیں۔ واٹر سپلائی سکیم بند پڑی ہیں تو میری یہ تجویز ہے کہ جو واٹر سپلائی سکیم بند پڑی ہیں وہ بل نہ دینے کی وجہ سے ہیں اگر ان تمام واٹر سپلائی سکیموں کو سولر سسٹم پر شفٹ کر دیا جائے اور ان کے لئے سولر سسٹم کا انتظام کیا جائے تو اس طرح ان کا جو بجلی کا بل ہے، جو مزدور اور غریب کاشتکار وہ بل نہیں دے سکتے ہیں تو واٹر سپلائی سکیمیں کٹ جاتی ہیں۔ اگر ان کو سولر سسٹم پر ڈال دیا جائے تو یہ پریشانی کافی حد تک حل ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، please wind up کریں کیونکہ ٹائم تھوڑا ہے اور کافی لوگ بیٹھے ہیں اور بے چینی بڑھ رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خصوصی تعلیم (جناب نذیر احمد خان): جناب چیئرمین! سپیشل ایجوکیشن کے حوالے سے میری request یہ ہے کہ ان کا pick and drop کا issue ہے۔

جناب چیئرمین! میں خاص طور پر ذکر کر رہا ہوں کہ pick and drop گورنمنٹ کے ذمہ ہوتی ہے اس لئے جتنے سکول ہیں انہیں اتنی گاڑیاں فراہم کی جائیں تاکہ pick and drop کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب چیئرمین! میرے حلقے میں سیوریج کے مسائل ہیں، پانی کے مسائل ہیں، سڑکات کے مسائل ہیں اور میں ہیلتھ کے حوالے سے ایک بات ضرور کہوں گا کہ ہمارے ضلع میں پہلے ایک پرائیویٹ پراجیکٹ PRSP تھا اب اس کا نام PHFMC رکھا گیا ہے وہ پرائیویٹ سیکٹر ہے اور ہیلتھ پر کام کرتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس سے ہمارے ضلع کی جان چھڑائی جائے یہ جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے یہ bogus entries کرتے ہیں یہ 14 اضلاع میں ہے باقی ایم پی ایز کا مجھے نہیں پتا لیکن میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ ہمارے ضلع کو اس عذاب سے چھٹکارا دیا جائے اور میرے حلقے کی تعمیر و ترقی کے لئے کثیر رقم رکھی جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ ذکیہ خان!

محترمہ ذکیہ خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی I was hoping کہ آپ اس طرف کی خواتین کو بھی اور ہمیں بھی پہلے ٹائم دیں چونکہ ہم بھی اور حکومتی بنچز سے بھی خواتین ممبران انتظار کرتی رہیں آئندہ کے لئے I would request you to balance اور ہمیں کچھ پہلے ٹائم دے دیا کریں آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ بھی اجازت لوں گی کہ اگر میں کچھ انگریزی میں بات کر لوں تو آپ مجھے excuse کر دیں اور اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ انگریزی میں بات کر لیں۔

MS ZAKIA KHAN: Mr Chairman. Thank you so much. I want to say that factors that have blocked Pakistan from sustainable economy are that we ignored the local industries.

اس لئے بھی ignore کیا گیا تھا کہ جب ہماری حکومت آئی تھی تو اس وقت انرجی بھی نہیں تھی اور terrorism کا بھی زور تھا لیکن ہماری حکومت نے انرجی کو بحال کرنے پر emphasis کیا تھا تاکہ ہم اپنی لوکل انڈسٹری کو بحال کر سکیں مگر ابھی تک یہ صورتحال ہے کہ ہماری انڈسٹری full stream میں نہیں چلی اور جب تک ہماری انڈسٹری نہیں چلے گی ہم اتنے ٹیکسز recover نہیں کر سکیں گے اور ہم اپنی اکانومی کو بھی درست نہیں کر سکیں گے۔

Mr Chairman! So emphasis should be laid upon local industries and how to revive them. Secondly I will say that we encouraged our imports. We imported energy supplies, crude oil, furnace oil, LNG Gas and Palm Oil.

جناب چیئرمین! ہم نے اسے بھی import کیا ہے اس کے اندر ہمارے billions of
dollars گئے۔ 15 Billion dollars on the other exports whereas. اب ہم
6 بلین ڈالرز کے لئے باہر جارہے ہیں اور آئی ایم ایف سے لے رہے ہیں But we ourselves
can have these resources. ہم ان پر کام کریں اور توجہ دیں چونکہ

Mr Chairman! We have plenty of sun. There is no dearth of sun like in the western world. We have running rivers and we have biomass. We can utilize all this and save all the money that we are giving on imports to other countries. We can become self-reliant. Secondly, our thermal power which we have given to the IPPs. When we gave this to the private sector, we gave it to them at lower rates. With the dollar going up they are making a lot of business and they are making a lot of money, which you and I can not even imagine. So the Government is going into loss and the private sector is making a lot of profit.

جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ڈیمز بھی ضرور بنیں، چھوٹے چھوٹے ڈیم بنیں اور جو بڑا ڈیم بننا چاہئے تھا وہ نہ بنا مجھے نہیں معلوم کہ

Mr Chairman! I am sure we could have spoken to Sindh and Khyber Pakhtunkhwa and got them on board but still if that cannot be done we still have to go for dams because otherwise our survival would be very difficult.

جناب چیئرمین! ہم پانی کے بغیر جی نہیں پائیں گے۔ آپ بجٹ کے متعلق کہتے ہیں کہ people friendly بجٹ ہے مگر آپ اپنے دل میں سچ بولیں تو عوام اس سے خفا ہے چونکہ اس بجٹ نے غریب کو hit کیا ہے۔ امیر طبقے کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر آپ پٹرول مہنگا کر دیں، اگر

آپ گیس مہنگی کر دیں، بجلی مہنگی کر دیں، پانی مہنگا کریں باقی ضروریات زندگی کو مہنگا کریں اس کا امیر پر فرق نہیں پڑتا

But across the Punjab this has really hit the poorest section of the society and I know that you also know it.

آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے کہ غریب لوگ کس طرح چیخ رہے ہیں اور پریشان ہیں۔

MR CHAIRMAN: You are requested to wind up, please.

MS ZAKIA KHAN: Mr Chairman! I have hardly spoken. The other day, a lady from the Treasury Benches spoke for half an hour. I have hardly opened my speech and you are asking me Mr Chairman to wind up. Please give me some time.

MR CHAIRMAN: All of us are waiting for the speech.

MS ZAKIA KHAN: Mr Chairman! What I am saying is that all the items have been taxed inflation is very high because of which the poorest sections of the under privileged class are really upset and depressed about it. There is a heavy depression in the Punjab and in the country.

Mr Chairman! Secondly, I wanted to say that due to these heavy taxes things have really gone haywire and we should try and rectify some of the things to give the under privileged class some relief. Then I want to say that the population is the key issue to your problems. This population will not let you sustain anything. You cannot sustain colleges, schools, health, water, electricity everything unless we implement the population welfare programme in the Punjab and we have to follow the steps that were taken by Bangladesh. Bangladesh involved all the religious parties. So we have to involve them and take this program to the grass root level. If we take this programme to the grass root level we have to create awareness and educate the people and we have to give more money to the Population Welfare Programme.

We should do advertisement there and take it to the rural areas especially the southern Punjab where the population growth is very high.

Mr Chairman! Secondly, there is one more thing: the girl-child education is very important. We must give education to all the girls. The girl-child has to be educated and that is one way of also controlling population. The other thing I must tell you about environment which is another very big and a serious issue.

Mr Chairman! During Mian Muhammad Shahbaz Sharif's time, the World Bank had committed 200 million dollars to the Environment Department. I wonder if you have followed that and if you have not followed that you should get in touch with the World Bank and get those 200 million dollars for the Department of Environment because that is an urgent need. The fog and all that what happens with air, pollution and with noise pollution and with waste water and solid waste management, all these things...

MR CHAIRMAN: Think you should wind up, please.

MS ZAKIA KHAN: Mr Chairman! I would wind up as you say but I haven't even gone half way. I think I have gone one third the way but I'll sit down as you say so.

MR CHAIRMAN: Thank you very much. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Makhdoom Hashim Jawan Bakht): Mr Chairman! I think one of the most eminent and seasoned members as Ms Zakia Khan whatever is remaining in her speech I would like that the House also listens to it. If we are time constraint I would like to hear your views in person even if need to be but I feel this is the right kind of atmosphere where you contribute positively and I must assure the Hon'ble Members of this House that we have taken cognizance of this

social deprivation and inequality and our budget is actually made along those lines to eradicate poverty and eradicate social injustices and this is why social sector has been given due importance which it wasn't for many many decades. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ، جی محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع کرتی ہوں اللہ پاک کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ پناہ مانگتی ہوں شیطان مردود سے جو انسانوں کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے اور انسانی بھلائی کے کام کو روکنے کے لئے اپنے چیلوں کو ہر شکل میں بھیجتا ہے۔

جناب چیئرمین! پنجاب کے بجٹ 20-2019 میں پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے یہ بجٹ لاہور جیسے شہر کے ایک کلرک سے لے کر ڈیرہ غازی خان کے کسان تک کو مد نظر رکھ کر تشکیل دیا گیا ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار، وزیر خزانہ اور ان کی پوری کابینہ بہت زیادہ تعریف کے قابل ہے۔ اگر میں ان کی فہم و فراست کو سلام پیش نہ کروں تو کیا کروں؟ میں بجٹ پر تو بات کرنا چاہتی تھی لیکن میں اپنی تقریر short cut کروں گی اور ایک انتہائی اہم واقعہ اس ایوان میں پیش کرنا چاہوں گی۔ میں کرپشن کا ایک واقعہ اس ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ میری درخواست ہے کہ مجھے یہ پورا واقعہ پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان میں جاتی امرا محل کے بارے میں ایک ایسا کیس پیش کرنا چاہتی ہوں جو سابقہ حکومت کے دو ادوار میں لوٹ مار کی نشاندہی کرے گا اور قومی قرضوں کے بارے میں جو انکوائری کمیشن وزیر اعظم جناب عمران خان نے بنایا ہے اس کے لئے بھی یہ کیس پنجاب کی لوٹ مار کی بدنام زمانہ کہانی کے سکرپٹ کے لئے لکھاریوں تک پہنچنے کا نشان راہ بن سکتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وارث شاد: جناب چیئرمین! یہ بجٹ تقریر نہیں ہے۔ یہ بجٹ اجلاس ہے اور محترمہ صرف بجٹ کے حوالے سے بات کر سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب محمد وارث شاد !مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔Order please. Order in the House.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین !میں اپیل کروں گی کہ اس کیس کے بارے میں ایوان کی ایک انکوائری کمیٹی بنادی جائے۔ قومی اسمبلی میں موجودہ قائد حزب اختلاف اور اُس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے یہ رقم وصول کر کے رائیونڈ کے غریب لوگوں میں تقسیم کی جائے اور اس رقم سے دیہات میں صاف پانی کے فلٹریشن پلانٹ، سکول اور ہسپتال تعمیر کئے جائیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں
پر کھڑے ہوگئے اور نعرے بازی شروع کر دی)

جناب چیئرمین: میں معزز ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور خاموشی اختیار کریں۔Order please. Order in the House.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین !میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران حزب اختلاف سے کہوں گی کہ وہ حوصلہ کریں۔ جاتی امرا جس کا سرکاری نام شمیم فارمز ہے کے گرد پنجاب کے خزانے سے 27 کروڑ روپے کی لاگت سے بم پروف حفاظتی حصار (قلعہ بندی) کی خفیہ اور غیر قانونی تعمیر کا بڑا فراڈ 2005 میں کیا گیا۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ !اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین !میں گزارش کروں گی کہ مجھے لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اس میں بہت سے figures ہیں۔

جناب چیئرمین: میں محترمہ سعدیہ سہیل رانا کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی لکھی ہوئی تقریر پڑھ لیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! پنجاب کے خزانے پر یہ ڈاکا مارنے کے لئے جو طریقہ واردات استعمال کیا گیا اس کی کہانی بہت خوفناک ہے۔ میں آپ کو اس کے حقائق بتاتی ہوں۔ اس سے متعلق دنیا میڈیا گروپ نے ایک خبر "دنیا" اخبار میں 20۔ نومبر 2018 کو شائع کی تھی لیکن بدقسمتی سے اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ اس خبر کا اخباری تراشہ اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ یہ خبر investigative رپورٹر ذوالفقار علی مہتو نے شائع کروائی تھی۔ ہمارے پاس اس خبر سے آگے کی کہانی ہے اور اس کے تمام دستاویزی ثبوت بھی موجود ہیں۔

جناب چیئرمین! شریف برادران کا جاتی امرا رائیونڈ میں واقع گھر جسے میاں محمد نواز شریف نے وزیر اعظم ہاؤس قرار دیا تھا کا رقبہ تقریباً 340 ایکڑ ہے۔ مقامی رئیل اسٹیٹ کمپنی "زمین ڈاٹ کام" کے مطابق اس گھر کی مارکیٹ قیمت کم از کم 10۔ ارب 85 کروڑ روپے یعنی تقریباً 9 کروڑ امریکی ڈالر ہے۔ اس لحاظ سے یہ گھر دنیا کے 30 مہنگے ترین گھروں میں شامل ہے۔ جاتی امرا کے اندر میزائل حملہ سے بچاؤ کے لئے سیف ہاؤسز بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ رہائشی عمارت کے گرد بھی میزائل پروف 10 فٹ اُونچا کنکریٹ کی دیوار پر مشتمل حصار ہے۔ یہ پاکستان کی سب سے محفوظ نجی رہائش گاہ ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا wind up کرلیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! جاتی امراء کے گرد سرکاری خزانے سے بم پروف حفاظتی حصار (قلعہ بندی) کی خفیہ اور غیر قانونی تعمیر کا سالانہ ترقیاتی پروگرام کی کسی دستاویز میں ذکر نہیں ہے۔ پیپرا رولز سمیت تمام قواعد وضوابط کو بائی پاس کرتے ہوئے خزانے سے کروڑوں روپے کے ٹھیکوں کا کوئی ٹینڈر یا دستاویز موجود نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر
کھڑے ہو کر مسلسل نعرے بازی کرتے رہے)

جناب چیئرمین! چینی قونصلیٹ لاہور کی عمارت کے حفاظتی انتظامات کی آڑ میں "حفاظتی اقدامات برائے حساس اور انتہائی مخدوش مقامات" کے نام سے منصوبہ بنایا گیا۔ اس منصوبے میں پنجاب یا لاہور سمیت کسی علاقے یا شہر کا ذکر نہیں ہے۔ جاتی امرا کا ذکر کئے بغیر پنجاب کے خزانے

سے "مخدوش مقامات کے حفاظتی انتظامات" کے نام پر کروڑوں روپے 19-مئی 2015 کو نکلوائے گئے۔

جناب چیئرمین! جاتی امرا کو 2015 میں پنجاب کا سب سے غیر محفوظ مقام قرار دیا گیا۔ میاں محمد شہباز شریف 2008 سے بطور وزیر اعلیٰ پنجاب وہاں پر مقیم رہے۔ میاں محمد نواز شریف نے بھی وزارت عظمیٰ کے دو سابق ادوار وہیں پر گزارے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف نے جاتی امرا کا نام دستاویز سے غائب کر کے انتہائی ٹیکنیکل انداز میں بغیر ٹینڈر کروڑوں روپے کے ٹھیکوں کا فراڈ کیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کے کہنے پر پولیس اور محکمہ مواصلات کے افسران نے مل کر پیپرا رولز کی ہنگامی شق 59-ڈی کا اطلاق کر دیا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اب میں جناب محمد ارشد جاوید کو بجٹ پر تقریر کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ جی، جناب محمد ارشد جاوید!

جناب محمد ارشد جاوید:

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَیَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گی کہ مجھے صرف دو تین منٹ مزید عنایت فرما دیں تاکہ میں اپنی بات مکمل کر سکوں۔ میرے پاس ان سب باتوں کے ثبوت موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب محمد ارشد جاوید! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد ارشد جاوید: جناب چیئرمین! اگر آپ ہاؤس in order کریں گے تو تب ہی میں بات کر سکوں گا۔ میں اپنی تقریر میں کسی پر غیر ضروری تنقید نہیں کروں گا بلکہ خالصتاً بجٹ کے facts & figures پر اور انتہائی مختصر وقت میں بات کروں گا۔

محترمہ عائشہ نواز: جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گی کہ محترمہ سعدیہ سہیل رانا کو دو منٹ کا مزید وقت دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ان کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ انہوں نے تقریباً آٹھ منٹ بات کی ہے۔ اگر محترمہ سعدیہ سہیل رانا دوبارہ تقریر کریں گی تو حزب اختلاف کے معزز ممبران پھر احتجاج اور شور کریں گے۔ ابھی بہت سے معزز ممبران نے تقاریر کرنی ہیں اور سب لوگ انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے حلقوں کے حوالے سے تجاویز دینی ہیں۔

جناب محمد ارشد جاوید: جناب چیئرمین! یہاں پر بات کرتے ہوئے معزز ممبران کی اکثریت نے یہ کہا کہ شعبہ زراعت ملکی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر ممبر نے اس بات کو تسلیم کیا کہ زراعت کی ترقی انتہائی ضروری ہے۔

محترمہ سیمابیہ طاہر: جناب چیئرمین! آپ محترمہ سعدیہ سہیل کو اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر محترمہ سعدیہ سہیل رانا دوبارہ بات کریں گی تو حزب اختلاف کے معزز ممبران شور مچائیں گے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چند لمحے پہلے آپ نے یہاں ایک display دیکھا ہے جو اخلاق سمجھانا چاہتے تھے اُن کا اخلاق آپ نے دیکھ لیا ہے۔ اگر اِن کو نہیں بولنے دیا جائے گا تو اُدھر سے بھی کوئی نہیں بول سکے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی وزیر اعظم کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین! اس شور مچانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ چور وہی ہے جس کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے چور کہا ہے۔ اگر یہ ہمارے معزز ممبران کو نہیں بولنے دیں گے تو اُدھر سے بھی کوئی نہیں بول سکے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے حزب اختلاف کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ بات کریں، نہیں تو اِدھر سے کسی کو ٹائم مل جائے گا۔

جناب محمد ارشد جاوید: جناب چیئرمین! آپ اُس طرف سے House in order کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی اور اس کی وجہ معزز ممبران حزب اختلاف کی نعرہ بازی تھی۔ پہلے مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! میں آپ کو ایک منٹ دے رہا ہوں آپ اس میں wind up کر لیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! میں مالی سال 15-2014 کا آخری ماہ جون کی بات کر رہی تھی۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے گھر کے گرد 16 ہزار running feet پر کنکریٹ کے بنے ہوئے 4 فٹ چوڑے، 6 فٹ لمبے اور 10 فٹ اُونچے Alasca Barriers کی عارضی دیوار بنا دی گئی۔ ایک Alasca Barrier پر 87 ہزار 382 روپے لاگت آئی اور اس کام کا ٹھیکہ بلا اشتہار خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے قریبی دوست کی کمپنی کو دیا گیا جو کیولری گراؤنڈ میں رہتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی وزیر اعظم کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین! جاتی امرا اسٹیٹ کے چاروں اطراف کنکریٹ کی عارضی دیوار کے ساتھ ساتھ 14 ہزار 786 running feet پر 10 فٹ اُونچے آہنی جنگلا پر خاردار تاریں لگا کر second defense رکاوٹ کی شرط پوری کی گئی کیا یہ جاتی امرا اسٹیٹ انڈیا کے بارڈر پر ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ کنکریٹ کے بڑے گملوں کی تعمیر پر تین کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ گھر کی چار دیواری کے اندر میلوں لمبے کچے راستے بھی سرکاری فنڈز سے پکے کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے حزب اختلاف کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین! وزیر قانون سے میری درخواست ہے کہ یہ سرکاری فنڈز جو غیر قانونی طور پر خرچ کئے گئے ہیں ان پر ایک کمیشن بنایا جائے اور ذمہ داران کے خلاف سخت قانونی کارروائی کر کے یہ لوٹا ہوا پیسا غریب عوام تک پہنچایا جائے۔ اگر ثبوت چاہیں تو وہ میرے پاس موجود ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی وزیر اعظم کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا شکریہ۔ آپ سب لوگ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔ جناب محمد ارشد جاوید! آپ بات کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار
کی طرف سے معزز ممبران حزب اختلاف کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین: جناب واثق قیوم عباسی!

جناب واثق قیوم عباسی: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ معزز ممبران حزب اختلاف کو جو درد اور تکلیف ہے وہ میں آپ کو گزارش کرتا چلوں کہ ان کا مسئلہ ہماری حکومت کے بجٹ کے ساتھ نہیں ہے ان کا مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے جو پیسا لوٹا اور پھر نیب نے ان پر ہاتھ ڈالا تب ان کے پیٹ میں درد شروع ہوا۔ درحقیقت ان کو درد کہیں اور ہے جس کو یہ بیان نہیں کر پا رہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی وزیر اعظم کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین! یہ سب شور شرابا husband & wife corporation کی وجہ سے پڑا ہے۔ یہ شور شرابا کسی اور وجہ سے نہیں ہو رہا۔ نیب کے اندر ان پر charges ہیں۔ اپنے لوگوں کو فائدہ پہنچانے اور اُن کو خوش کرنے کے لئے یہاں پر بے شمار کمپنیز بنائی گئیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے حزب اختلاف کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین! یہ عوام میں خوش نہیں رہ سکتے۔ آپ ان کو نیب بھیج کر دیکھیں پھر ان کے تاثرات دیکھ لیجئے گا۔ میں گزارش کرتا چلوں کہ اگر یہ پرانے سیاستدان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جب یہ ایوان صرف ان کی آواز سے گونجا کرتا تھا اور ہم حزب اختلاف میں بیٹھا کرتے تھے یہ تب بولا کرتے تھے اور ہم برداشت کرتے تھے۔ آج ایک سو سے زیادہ لوگوں کو ایوان میں بٹھانے کے باوجود اگر ان میں ہمت اور برداشت کا level نہیں ہے تو ان کو گھروں کو جانا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی حکومت کے خلاف نعرے بازی)

جناب چیئرمین! میں ایک اور گزارش کرتا ہوں اگر ان کے پیٹ پر تھرموسٹیٹ باندھ دیا جائے تو جتنا مال انہوں نے کھایا ہے جس دن ان کا پیٹ پھٹے گا تھرموسٹیٹ کھلے گا تو پھر سب کو پتا چلے گا کہ کرپشن کا پیسا کس کے پیٹ میں گیا ہے، کتنا پیسا گیا اور کس کس نے کتنا پیسا لوٹا۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین !میں گزارش کرتا چلوں کہ جن لوگوں کے پیٹ میں درد ہے ان کا علاج کرنے کے لئے آپ کوئی سدباب کریں۔ آپ لوگ ایوان میں ان کو سب سے پہلے تمیز کے دائرہ کار میں بٹھانا سکھائیں اور گفتگو کرنا سکھائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین!بجٹ کے دو اہم حصے ہیں۔ایک انفراسٹرکچر ہے اور دوسرا ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ ہے۔ ملک پاکستان کے اندر سب سے بڑا مسئلہmalnutrition ہے۔ آپ نے سوشل سیکٹر میں پیسے کہاں پر لگائے الٹا ایک ہسپتال نہیں بنایا جب خود پیٹ میں درد ہوا تو موصوف نےletter دے کر کہا کہ میرا علاج انگلینڈ سے ہو گا۔ میرا علاج ملک سے باہر ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین !اگر انہوں نے کوئی ایسا پراجیکٹ بنایا ہو تا تو آج ان کا علاج اپنے ملک کے اندر ہوتا۔ جو قومیں ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ پر خرچ کرنا جانتی ہیں اور اس کے پراجیکٹ بناتی ہیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔Order in the House جی،جناب محمد وارث شاد!

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر!!میں چوتھی دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں اور میں1985سے اس processکا حصہ رہا ہوں۔ اس اسمبلی نے روایات کو جس طرح سبوتاژ کیا ہے اس طرح کا ماحول حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں اور ان کے قائدین خود کروا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بجٹ پر تقاریر ہوتی ہیں لیکن ہماریcolleague محترمہ سعدیہ سہیل رانا کو تیار کر کے ایک پیپر دیا گیا ہے اور ایکblame game کی گئی۔

جناب سپیکر!جب بات جاتی امراپر جائے گی تو پھر بنی گالہ کی ہم بھی بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد!آپ تشریف رکھیں میں اس پر رولنگ دے رہا ہوں۔ یہ آپ ہی کے فائدے کی بات ہے۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں investigative تقریر کی ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں۔ انہوں نے misconduct کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد! میں ابھی اس پر رولنگ دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا نے ایوان میں جو بھی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میں ان کو حذف کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

ایوان کا ماحول بہت اچھے طریقے سے چل رہا تھا۔ آپ اس کو خراب نہ کریں۔ معزز ممبران تقریر کا جواب تقریر سے دیں اور بہتر تقریر کریں۔ آپ سب پارلیمنٹیرین ہیں۔

میں اپنے چیمبر میں بیٹھا کارروائی دیکھ رہا تھا، میرے ساتھ کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ ہنس رہے تھے۔ آپ کو سارا پاکستان دیکھ رہا ہے۔ کیا ہم نے یہ روایت بنانی ہے۔ کیا یہاں نعروں پر نعرے لگانے ہیں۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ آپ یہاں تقریر کا جواب تقریر سے دیں۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر جناب محمد ارشد جاوید کو تقریر کرنے کے لئے موقع دیا گیا تھا لیکن بات نہیں کرنے دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے جناب واثق قیوم عباسی کو بات مکمل کر لینے دیں۔ اس کے بعد جناب محمد ارشد جاوید کو بات کرنے کا موقع دے دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! آپ جناب محمد ارشد جاوید کو پہلے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ کسی بھی طرف سے غیر پارلیمانی گفتگو نہیں ہونی چاہئے میں دونوں اطراف کی بات کر رہا ہوں۔ جی، جناب محمد ارشد جاوید!

جناب محمد ارشد جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ لیکن میری ایک گزارش ہے کہ میرا وقت اب سے دیکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں issues پر بات کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ غیر پارلیمانی گفتگو نہیں ہوگی۔ میرے تمام قابل احترام ممبران نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اس بجٹ میں زراعت پر ٹیکس لگا کر بھرکس نکالا گیا ہے۔ میرے ایک بھائی نے یہاں کہا تھا کہ آپ بجٹ کو پڑھ کر نہیں آتے لیکن حکومت نے

زراعت کے لئے جو figures رکھے ہیں تو میں باقاعدہ ADP کے نمبر کے ساتھ بتاؤں گا کہ اس میں کیا کیا خرابیاں ہیں اور کون کون سا خانچہ پروگرام رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان میں کپاس کو white gold کا نام دیا گیا ہے۔ کپاس کی فصل ایسی فصل ہے جو سفید سونا ہے۔ اس کے برعکس دوسری کماد کی فصل ہے جو صرف اور صرف ملک کو نقصان دینے اور شوگر مافیا کو سبسڈی دینے کے لئے ہے جو ظلم ہے۔ ADP نمبر 4834 ہے اس میں انہوں نے کاٹن ریسرچ پر 350 ملین روپے رکھے ہیں۔ اس کے برعکس کماد کی enhancement کے لئے 1737 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ جس کو white gold کہتے ہیں اس کو 350 ملین روپے دے رہے ہیں اور شوگر مافیا جس کو پورا پنجاب اور پورا پاکستان تسلیم کرتا ہے اس کو 1737 ملین روپے دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کاٹن ریسرچ کے لئے اب 95 ملین روپے کی allocation کی گئی ہے جبکہ کماد کو 746 ملین روپے کی allocation کی گئی ہے۔ یہ ظلم کی انتہا ہے کہ کماد کی allocation کو نصف کیا گیا اور کپاس کی allocation ایک تہائی سے بھی کم کی گئی ہے۔ ان چیزوں پر غور کیا جائے اگر stakeholders کے ساتھ مل کر یہ بجٹ بنایا جاتا۔

جناب سپیکر! میرے پنجاب کے انتہائی خوبصورت وزیر خزانہ اگر اپنی خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے پیش کرتے تو شاید آج ہم مایوس نہ ہوتے لیکن زراعت کے حوالے سے کم از کم انہوں نے ہمیں مایوس کیا ہے۔ Cooperative Farming ایک پروگرام رکھا گیا ہے یہ پروگرام سابقہ دو گورنمنٹس میں فیل ہو چکا ہے۔ جناب ایوب خان اور جناب ذوالفقار علی بھٹو (شہید) کے دور میں بھی میں اس پر تجربہ کیا گیا یہ فیل ہوا، یہاں پر بھائی کو بھائی پر اعتماد نہیں ہے ہم یہاں پر سب پڑھے لکھے پارلیمنٹیرین کی جو حالت ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے، اس پروگرام کے لئے 400 ملین روپے رکھے گئے ہیں تو یہ سارا کا سارا خانچہ پروگرام ہوگا اور یہ کسی کام نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا اس پروگرام کو ختم کر کے کاٹن ریسرچ پر یہ فنڈ لگائیں کیونکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ 86-1985 میں انڈیا کاٹن میں ہم سے پیچھے تھا اور انڈیا سے جو delegation آتے تھے وہ ہم سے چوری بیج لے کر جاتے تھے لیکن آج ہم ان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ ان کی کاٹن ساڑھے تین کروڑ گانٹھ پر چلی گئی ہیں جبکہ ہم ڈیڑھ کروڑ گانٹھ

سے ایک کروڑ گانٹھ پر آ گئے ہیں۔اسی طرح ایک اورDrip Irrigationپروگرام رکھا گیا اس حوالے سے میرا directlyوزیر خزانہ سے یہ سوال ہے کہ یہ آپ کے فارم ہاؤس پر بھیlayout ہوا تھا تو کیا آج وہ پروگرام چل رہا ہے اور اس طرح کے جتنے پروگرام پنجاب میں بنائے گئے ہیں ان میں سے اب تک کتنے فیصد یہ پروگرام چل رہے ہیں۔ یہ صرف اور صرف پیسے کھانے کا بہانہ ہے اس پروگرام کا ایک ٹکے کا فائدہ نہیں ہے؟

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس پروگرام کے لئے 2ہزار ملین روپے کی کتنی بڑی رقم مختص کی گئی ہے۔ کاٹن جو کہ ہماراوائٹ گولڈ ہے اس کے لئے ہم نے 350 ملین روپے رکھے جبکہ خانچہ پروگرام کے لئے ہم 2ہزار ملین روپے رکھ رہے ہیں تو خدارااس پر کوئی نظر ثانی کیجئے گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کروں گا ایک میرے بھائی نے یہاں کھڑے ہو کر کہا کہ زراعت پر ایک ٹیکس لگا ہے تو شاید انہوں نے بجٹ کو پڑھا ہی نہیں اور وہ میرا خیال ہے کہ ایسے ہی آجاتے ہیں کہ ہم نے صرف ہاؤس میں جا کر تعریفوں کے پُل باندھنے ہیں تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ زراعت پر دو طرح کے ٹیکس لگا دیئے گئے ہیں۔ ہم نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ ایک شعبہ پر دو طرح کے ٹیکس لگا دیئے جائیں اس میں ایک land based tax جبکہ دوسرا income based taxہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد ارشد جاوید! آپ اپنیspeech wind upکریں۔

جناب محمد ارشد جاوید: جناب سپیکر! میری یہ بہت قیمتی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد ارشد جاوید! جی، ٹھیک ہے یہ آپ کےlast wordsہیں۔

جناب محمد ارشد جاوید: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ Land Based Tax کے حوالے سے جو بل سندھ اسمبلی نے پاس کیا ہے میں وہ بھی دے دیتا ہوں کہ وہاں پر انہوں نے Land Based Taxختم کیا ہے اور صرف ایک طرح کا ٹیکس رکھا ہے۔اس میں مزید یہ گھپلا کیا گیا ہے جس پر میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہوں گا کہ یہاں جوBill layکیا گیا ہے اس میں لکھا گیا ہے کہrates of tax on total agriculture incomeیہ آپ نےFBRکے لئے ایک نیا کرپشن کا رستہ کھول دیا ہے وہ مجھے نوٹس بھیجیں گے کہ آپ کی مل میں 5 کروڑ روپے کا گنّا گیا ہے

لہٰذا آپ 5 کروڑ روپے کے گنّے پر tax pay کریں تو کبھی ایسا نہیں ہوا بلکہ ہوتا یوں ہے کہ جو ٹوٹل صافی آمدن ہوتی ہے اس پر ٹیکس لاگو ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد ارشد جاوید! بس آپ کے پاس آخری 20 سیکنڈز ہیں۔

جناب محمد ارشد جاوید: جناب سپیکر! اس کی تصحیح کریں اور ایف بی آر کو ہمارے پیچھے نہ ڈالیں۔ میں صرف ایک منٹ مزید لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات کریں۔

وزیر خزانہ (مخدوم ہاشم جواں بخت): جناب سپیکر! ٹوٹل ایگریکلچر انکم کا وہی مطلب ہے جو میرے معزز ممبر اردو میں بیان کر رہے ہیں۔ Its net of all expenses ریونیو سے آپ expenses نکالنے کے بعد income پر پہنچتے ہیں تو اس پر یہ ٹیکس ہے اور جو انہوں نے پہلے بات کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے آپ کے پرانے ریٹس کو بہتر کیا ہے۔ پچھلی حکومت کا 12 لاکھ روپے کی آمدن پر ایک لاکھ 57 ہزار 500 ٹیکس بنتا تھا جبکہ ہم نے اس کو کم کر کے صرف 3 ہزار روپے کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ارشد جاوید: جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد ارشد جاوید! بس آپ کی بات کا جواب آگیا ہے لہٰذا اب آپ اپنی speech wind up کر لیں۔

جناب محمد ارشد جاوید: جناب سپیکر! لیکن انہوں نے Land Based Tax کو double کر دیا ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ اس کی تصحیح کر دی جائے کہ ٹوٹل خالص منافع پر ٹیکس ہو گا ورنہ اس میں جو لکھا ہوا ہے وہ فقرہ ایف بی آر کو ہمیں نوٹس دینے کے لئے کافی ہے۔

دوسری بات Land Based Tax کو double کر دیا ہے اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ اس پر غور کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد ارشد جاوید! جی، اب جناب واثق قیوم عباسی اپنی speech کریں۔ I hope کہ جناب واثق قیوم عباسی آپ بھی بجٹ پر ہی تقریر کریں گے۔

جناب واثق قیوم عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! I will try my level best to fulfill your hope Insha'Allah. پہلے جو انہوں نے تماشا کیا تھا میں اس پر بولا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب واثق قیوم عباسی! اب آپ اس بات کو چھوڑ دیں اور بجٹ پر بات کریں اور کسی دوسرے کی بات نہ کریں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! ویسے یہ ایک روایت ہے کہ parliamentary practice by MN Kaul جو سب سے زیادہ authentic مؤقف ہے کہ بجٹ تقریر میں you may say anything under the sun یہ الفاظ ہیں اور یہ سہولت صرف بجٹ تقریر میں ہی ہے کہ اگر بجٹ speech سے کوئی بات باہر نکل جائے تو وہ کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب واثق قیوم عباسی!

جناب واثق قیوم عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہم سب سے پہلے وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت who is working under the leadership of Chief Minister Mr Usman Buzdar کو اتنے محدود وسائل میں اتنا زبردست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کے شکر گزار اور مشکور بھی ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں ایک بہت خوبصورت بات یہ ہے کہ اس بجٹ کی کتاب کو نیا پنجاب نئی ترجیحات کا نام دیا گیا اور ان نئی ترجیحات کو اگر میں سابقہ حکمرانوں کے طرز حکمرانی کو سیاق و سباق کے ساتھ بیان نہیں کروں گا تو میرا بات کرنا بے سود ہو گا۔ کسی بھی بجٹ کے دو main components ایک انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اور دوسرا ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ ہوتے ہیں۔ آج ہم گفتگو کرتے وقت مختلف ممالک کی مثالیں دیتے ہیں جو کہ developed countries ہوتے ہیں ان کے حکمرانوں نے جب بھی پالیسیز تشکیل دیں تو انہوں نے ان دونوں میں توازن برقرار رکھا جو کہ انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اور ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ میں تھا لہٰذا اس توازن کو برقرار رکھنے سے آپ کے جتنے بھی انفراسٹرکچر کے پراجیکٹس ہوتے ہیں ہیومن ریسورس جب

اس کے برابر اس کو سنبھالنے کے لئے تیار ہوتی ہے تو آپ کے projects liability نہیں بنتے کیونکہ وہ viable projects ہوتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ اس سے پہلے جتنے بھی budgets سابقا حکمران پیش کرتے رہے وہ صرف انفراسٹرکچر focussed بجٹ ہوا کرتے تھے وہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ پر کام کرنے والے بجٹ نہیں ہوتے تھے، وہ سوشل سیکٹر میں انوسٹمنٹ کرنے والے بجٹ نہیں ہوا کرتے تھے لیکن آج الحمدللہ ہماری گورنمنٹ نے جو بجٹ نیا پنجاب، نئی ترجیحات کا پیش کیا ہے وہ انفراسٹرکچر کم اور ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کا بجٹ زیادہ ہے۔ اس میں ہم نے ملک کے جو سوشل سیکٹر areas ہیں ان کو address کیا ہے تاکہ ایک بڑی قوم کا خواب پورا ہو سکے۔ ہم جتنے بھی politicians ہیں across the party lines تمام کے تمام great nation کی بات کرتے اور پراجیکٹ انفراسٹرکچر کی بات کرتے تو درحقیقت یہی وہ تضاد ہے جس کو ہماری گورنمنٹ نے ختم کیا اور کہا کہ اگر ہم great nation کی بات کریں گے تو ہم لوگ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کی بات کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس چیز پر بھی روشنی ڈالتا چلوں کہ آج سے پہلے unfortunately ہم crisis of priority کا شکار رہے ہم اپنی priorities set نہیں کر سکے۔ مثال کے طور پر ایک شخص برہنہ بھی ہو اور بھوکا بھی ہو اس کو Faletti's Hotel سے کھانا لے جا کر دے دیں تو وہ بہت خوش ہو گا لیکن اس کی priority اس کا لباس ہے اور second priority اس کی خوراک ہے۔ اگر آج ہم crisis of priority کا شکار نہ ہوتے تو آج پنجاب کی یہ حالت نہ ہوتی جو کہ ہمیں face کرنا پڑ رہی ہے۔ اس crisis of priority کی وجہ سے کسی بھی سوشل سیکٹر میں main indicators آپ کے ایجوکیشن اور ہیلتھ ہیں تو آپ ان دونوں کو اٹھا کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر! سب سے بڑی افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں third world nation کی malnutrition کا issue ہے کیونکہ بچوں کو اچھی خوراک نہیں ملتی جس سے اس کی نشوونما اچھی ہو اور وہ بچہ ایک productivity کی طرف جا سکے۔ سب سے بڑا issue ہمارے ملک میں malnutrition کا ہے۔ تعلیم کی حالت یہ رہی کہ جتنے بڑے metropolitan cities ہیں آپ تھوڑے outskirts میں چلے جائیں تو آپ کو سکولوں کے احاطے میں دیواریں گری

ہوئیں اور اندر جانور پھرتے ہوئے نظر آئیں گے لیکن آپ کو وہاں تعلیم حاصل کرتے بچے نظر نہیں آئیں گے۔ غریب آدمی اپنے بچے کو پرائیویٹ سکول میں نہیں بھیج سکتا کیونکہ اُس کی اتنی capacity نہیں ہے اور اُس کے پاس اتنے پیسے ہی نہیں ہیں۔ اس کے لئے گورنمنٹ سیکٹر نے کیا اقدامات کئے تھے، کیا یہ اقدامات کئے تھے کہ وہاں پر جانور تعلیم حاصل کریں؟ آپ skill development کی طرف دیکھیں تو دنیا نے اس میں ترقی کی ہے۔ جتنے بڑے progressive ممالک ہیں جن کی آج مثال دی جاتی ہے تو دنیا اُن کو سراہتی اور salute مارتی ہے۔ وہاں skill development پر اربوں کھربوں روپے کے پراجیکٹس with new innovation جدید ہنر نوجوانوں کو سکھائے گئے بلکہ یہ ہنر سکھانے پر بھی soft loan دیا جاتا ہے، اُس soft loan سے آپ کے medium enterprises چلتے ہیں، circulation of money ہوتی ہے اور اس سے مڈل کلاس پھلتی پھولتی ہے۔

جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ آپ کو بتاتا چلوں کہ جب ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کو address نہیں کیا جاتا تو آپ کے پراجیکٹس کی productivity ختم ہو جاتی ہے۔ جب productivity ختم ہوتی ہے تب پراجیکٹس کو چلانے کے لئے اُن کو liability تصور کرتے ہیں، liability سبسڈی سے چلتی ہے اور سبسڈی کے لئے کشکول لے کر دنیا سے پیسا مانگا جاتا ہے۔ اگر اتنی غیرت مندی تھی، اتنا جوش تھا، پاکستان سے اتنی محبت تھی اور اگر خون بہا بہا کر کہا کہ ملکِ پاکستان اور پنجاب تو پھر loan نہ مانگتے بلکہ اپنی productivity بہتر کرتے۔ آج اگر ہم نے loan مانگا ہے تو اِن کے لئے گئے قرضوں کو سر سے اتارنے کے لئے مانگا ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ 2007 کا data لے لیجئے تو اُس وقت اس ملک کا قرضہ 6 ہزار ارب تھا، 2013 میں 15 ہزار ارب چڑھ گیا اور 2018 میں 30 ہزار ارب کے مقروض ہیں۔ 2007 تک ٹوٹل 6 ہزار ارب قرض لیا لیکن سابقہ دس سالوں میں آپ لوگوں نے 24 ہزار ارب قرضہ لے لیا ہے جس کے صرف سُود کی مد میں سالانہ تین ہزار ارب بنتا ہے۔ یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے پاکستان بنایا ہے اور پنجاب سنوارا ہے لیکن آپ نے پاکستان کی خاطر کیا کیا ہے؟ آج جب سوالات کے لئے نیب آپ کے گھر جا رہا ہے تو آپ سیڑھیاں لگا کر کبھی ایک چھت، کبھی دوسری چھت تو کبھی تیسری چھت پر چلے جاتے ہیں۔ اب آپ لوگ اس کو face کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کریں۔No cross talks please

جناب واثق قیوم عباسی: جناب سپیکر! یہ میری بات سنیں کیونکہ سب کو موقع ملے گا۔ جوش دکھایئے گا اور موقع پر بات کیجئے گا۔

جناب محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں اِن کو جواب دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ ماحول خراب نہ کریں اور تشریف رکھیں۔ جناب واثق قیوم عباسی! آپ بات کریں۔

جناب واثق قیوم عباسی: جناب سپیکر! I am of the opinion کہ جتنی پلاننگ اور پراجیکٹس تھے یہ سب showcase پراجیکٹس تھے۔ اندر کی بات یہ ہے کہ دنیا اس سچ سے آگاہ ہے کہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ میں kickbacks نہیں ہوتیں۔ جب آپ کی حکومتیں commission oriented planning کی طرف جائیں گی اور صرف showcase پراجیکٹس run کریں گی تو آپ کے ملک کا بچہ بچہ کمزور اور قرض میں ڈوبے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ wind up کریں۔

جناب واثق قیوم عباسی: جناب سپیکر! میں اپنے آخری دو منٹ کے اندر بات کو wind up کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بس 30 سیکنڈ ملیں گے۔

جناب واثق قیوم عباسی: جناب سپیکر! Kindly ایک منٹ دے دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔ آپ بس 30 سیکنڈ میں wind up کرلیں۔

جناب واثق قیوم عباسی: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا چلوں کہ اگر انہوں نے حقیقی معنوں میں ترقی کرنی تھی تو یہ میٹرو کے دو پراجیکٹس اور اورنج ٹرین کی بجائے ایک ڈیم بنا دیتے تو اس ملک کا کسان بھی مضبوط ہوتا، اس ملک کو بجلی بھی ملتی، انڈسٹری لگتی، un-employment address ہوتی، سٹریٹ کرائم ختم ہوتے اور ہماری معیشت بہتر ہوتی لیکن بڑا unfortunate رہا

کہ ہماری اس طرف توجہ ہی نہیں رہی۔ Again it was the case of crisis of priority کیونکہ یہ crisis of priority کا شکار تھے۔

جناب سپیکر! at the end میں ساتھ یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ ہماری گورنمنٹ نے ضلع راولپنڈی کے لئے الحمدللہ بجٹ پیش کیا ہے اور صرف میرے حلقے میں ایک ارب 60 کروڑ روپے سے پانی کی ایک سکیم run کی ہے جبکہ پچھلی گورنمنٹ کے یہ حالات تھے کہ آج آدھا حلقہ بغیر پانی کے گزارا کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، شکریہ

جناب واثق قیوم عباسی: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جب تک ہم لوگ اپنے crisis کو set نہیں کریں گے تب تک ملکِ پاکستان آگے نہیں بڑھ سکتا۔

جناب سپیکر! میں within thirty seconds آخری دو باتیں عرض کر کے ختم کر دوں گا۔ یہ بجٹ نئی ترجیحات کا تھا۔ ہماری ترجیحات میں میٹرو اور انفراسٹرکچر کے پراجیکٹس سیکنڈ جبکہ پہلے ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ، ایجوکیشن، ہیلتھ اور یہ سب چیزیں ہوں گی۔

جناب سپیکر! آخر پر میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گا کہ last time جو اتنا شور شرابا مچا تھا یہ صرف ہمارے دونوں colleagues کی وجہ سے جو آپس میں نہیں بلکہ ہمارے بہن بھائی ہیں اور وہ husband wife ہیں۔ اگر وہ شور نہ مچاتے تو یہ تماشا نہ لگتا۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: The House is adjourned to meet on Thursday the 20th June 2019 at 3:00 p.m.